

مہجوری اور ہمارے اندازے

خوش فہمیاں پیشگوئیاں آرزوئیں

مؤلف

جناب حضرت شاکر الحارثی صاحب مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ الشیخ

۳/۴۳۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵

فون: 021-34935493

ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

خوش فہمیاں پیشگوئیاں آرزوئیں

مؤلف

جناب حضرت شوالحجہ خان فیہی صلوات اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

فون: 021-34935493

نام کتاب : ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

تالیف : جلیل حضرت شاہ محمد خان فیضی صاحب مدظلہ

ناشر : مکتبہ الشیخ ۳/۴۳۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

اسات

مکتبہ خلیلیہ ★ مکتبہ زکریا

دکان نمبر 19، سلام کتب دیکٹ، ہندی ٹاؤن، کراچی
دکان نمبر ۵، اردو بازار کراچی
0315-2213905, 0321-2277910 ★ 0302-5302479, 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
مکتبہ ندوہ، اردو بازار، کراچی
نور محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی
مکتبہ عرفان، شاہ فیصل کالونی، کراچی
زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبہ العارفی، فیصل آباد

حافظ کتب خانہ، پشاور
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی
مکتبہ حقانیہ، ملتان
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
مکتبہ ایدیہ، ملتان

ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

۳

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

- ۶ غور فرمائیں!
- ۸ وہ کتابیں جن میں امام مہدی کا تذکرہ آیا ہے
- ۱۰ غلط اندازے..... کتاب ہر مجنون
- ۱۱ مفروضہ غلط ثابت ہوا
- ۱۱ یہ اندازہ بھی غلط ثابت ہوا
- ۱۳ سفیانی کے متعلق غلط عقین
- ۱۴ ہندوستان کے وزیر اعظم واجپائی کو گرفتار کر کے لایا جائے گا
- ۱۸ دوسری کتاب تقریر دور حاضر..... کچھ باتیں قابلِ تحسین کچھ محلِ نظر
- ۱۹ دجال کے گدھے کی تشریح عصر حاضر کے مطابق
- ۲۲ دوسری احادیث کی تشریح عصر حاضر کے مطابق
- ۲۳ عصری تقیین کی حد
- ۲۵ کیا امریکہ ہی دجال ہے؟ نہیں!
- ۳۰ دجال کا شخصی خاکہ
- ۳۲ حارث و منصور..... غلط اندازے
- ۳۳ سعودی خلیفہ کی موت پر خوفناک تصادم..... غلط ثابت ہوا
- ۳۵ نکوار، تیز دیا رکٹ اور ہم

دوسرا باب

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

ظہور مہدی متفق علیہ مسئلہ ہے

غوث علی شاہ قلندر کا ایک ملفوظ

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے نام ایک بزرگ کا خط

قلب عالم حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر علی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ

اس حادی کی تجلیات سے مغلوب بزرگ

شیخ علی متقی صاحب کسز الاعمال کا دعویٰ مہدیت

محمد بن عبداللہ قطانی کا دعویٰ مہدیت

وہ لوگ جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر توبہ کر لی

شیخ عبداللہ نیازی

احمد بن عبداللہ مہتمم

سید نور بخش جو پوری

وہ لوگ جو مہدی کی حیثیت سے ساری دنیا میں مشہور ہوئے

محمد احمد عرف مہدی سوڈانی

سید محمد جو پوری

تیسرا باب

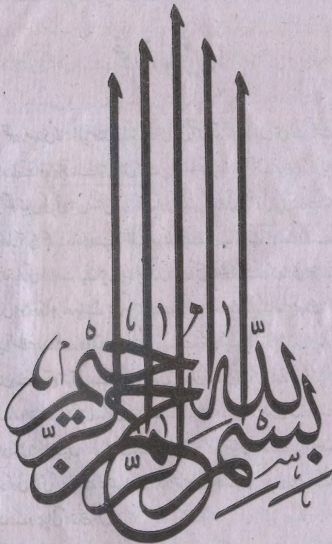
ظہور مہدی کی تیس (۳۰) نشانیاں

ظہور مہدی کے منکرین

ظہور مہدی کے منکرین کا فریقین

ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

☆☆☆☆☆



غور فرمائیں!

ظہور مہدی کا مسئلہ موجودہ زمانے ہی میں نہیں قدیم زمانوں ہی سے بحث و تمحیص کا موضوع رہا ہے اور ہر زمانے میں اس مسئلے پر افراط و تفریط اور مختلف قیاس آرائیاں اور خود ساختہ پیشگوئیاں کی گئی ہیں، لیکن آج تک کوئی قیاس اور کوئی پیشگوئی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، مختلف ممالک سے عجیب عجیب قسم کے دعوے روز بروز بلند ہو کر اخبار کی زینت بنتے ہیں چنانچہ کہیں سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہوتا ہے۔ کہیں سے مہدی موعود ظاہر ہو جاتے ہیں، کہیں سے یہ شور بلند ہوتا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کا وقت انتہائی قریب ہے، پس ایک دوسالوں میں ایسا ہونے والا ہے۔ کہیں سے یہ آواز آتی ہے کہ امام مہدی خراسان کے پہاڑوں سے اتر کر سعودی عرب کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حارث اور منصور مہدی کے دست راست افغانستان میں موجود ہیں، کوئی عراق کے صدام حسین کو ”مسیحی“ بنانے پر تلا ہوا ہے۔ کوئی دعویٰ کر رہا ہے کہ بس ابھی ہندوستان فتح ہونے والا ہے اور اس کے وزیر اعظم اس وقت کے واپسی کو زنجیر میں مل جکڑ کر لایا جائے گا۔

خروج مہدی و دجال کے متعلق جتنی احادیث ملتی ہیں ان میں ان کے خروج کی علامات اور نشانیاں تو ضرور بتلائی گئی ہیں مگر وقت کا تعین کہیں نہیں ملتا۔ ان نشانیوں اور علامات کو کسی خاص ماحول پر منطبق کر کے کوئی صاحب خواہ ان کی نیت کتنی ہی اچھی ہو وہ

سارے کردار تراش لیں جو حدیثوں میں بیان کیے گئے ہیں اور اپنی طرف سے وہ نتائج بھی فتح وغیرہ کے نکال کر مشتہر کر دیں پھر حالات اور واقعات ان سب کو غلط ثابت کر دیں تو پڑھنے والوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے، احادیث پر ان کا یقین گئے گا یا بڑھے گا مگرین مہدی اور دوسرے غیر مسلم مذاہب اڑائیں گے یا اس کی داد دیں گے۔

مفتی ابولبابہ دیاچہ ”حال سے مستقبل تک“ میں لکھتے ہیں:

”کچھ لوگ اس موضوع کو چمچھرتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کی تاویل و تفسیر، توضیح اور تفسیر کو اپنے اوپر لازم سمجھ لیتے ہیں وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ”ابھسوا ما ابھمہ اللہ“ کے قانون کے تحت اس کی جتنی بھی تشریح کی جائے اس میں کسی درجہ بھی اس ابہام ضرور رہے گا۔ حتیٰ کہ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ فتاویٰ کی تحقیق کے مطابق تو خود حضرت مہدی کو خود بھی ایک عرصے تک معلوم نہ ہوا کہ وہی مہدی آخر الزمان ہیں۔ تو جب کسی نہ کسی درجہ میں ابہام رہے گا تو ہر چیز کی لازمی (متعین) وضاحت کس طرح ہو سکتی ہے اور ہوگی تو درست نہیں ہو سکتی اس طرح کے حضرات کی بے احتیاطیوں اور جلد بازیوں نے جہاں ایک طرف محتاط طبع اہل علم کو اس موضوع سے فاصلہ رکھنے اور زبان و قلم پر لانے سے احتیاط برتنے پر مجبور کیا تو دوسری طرف عوام میں اس کا یہ اثر ہوا کہ (خروج مہدی) کے معاملہ میں ان میں باؤسی، بددلی اور بد اعتقادی پیدا ہو گئی اور اب وہ حق کو بھی (یعنی احادیث کو) شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔“

مفتی ابولبابہ صاحب نے کچھ پر جوش اور نیک نیت لوگوں کی جلد بازیوں اور بے احتیاطیوں کی طرف اجمالی طور پر اشارہ کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کچھ اس اجمال کی تفصیل بھی ہو جائے تاکہ آئندہ لکھنے والے دوستوں کو اس سے کچھ مدد ملے اور ان کا قلم حدیث

شریف کے فرمودہ ماحول اور کرداروں کے بارے میں احتیاط سے چلے اور کوئی ایسی خود ساختہ روایات اور تشریح نہ کی جائے جس کے پورا نہ ہونے پر عوام میں حدیث شریف کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو اور منکرین حدیث کو ہنسنے کا موقع ملے۔

وہ کتابیں جن میں امام مہدی کا تذکرہ آیا ہے

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد احادیث
۱	المصنف لعبد الرزاق	اس میں گیارہ احادیث ہیں۔
۲	الجامع للترمذی	اس میں تین احادیث ہیں۔
۳	کتاب الفتن	اس میں کثرت سے احادیث بتی ہیں۔
۴	المصنف أبي شيبة	اس میں سولہ روایات ہیں۔
۵	مسند ابن ماجه	اس میں سات احادیث ہیں۔
۶	مسند أبي داؤد	اس میں تیرہ احادیث ہیں۔
۷	بخاری و مسلم	اس میں امام مہدی کا نام لیے بغیر کچھ احادیث ہیں۔

اس کے علاوہ مختلف علما نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے جن کی صحیح تعداد معلوم نہیں، البتہ ۲۸ کتابوں کا حوالہ ”اسلام میں امام مہدی کا تصور“ نامی کتاب میں دیا گیا ہے، یہ سب عربی زبان میں ہیں۔ اردو زبان میں بھی کئی کتابیں دستیاب ہیں، راقم الحروف نے جن کتابوں کا مطالعہ کیا ان کے نام یہ ہیں:

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	ائمہ تلمیس (اس کی تخلص ”۲۳ جھوٹے نبی“ کے نام سے راقم الحروف نے کی ہے)	مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری
۲	ریس قادیان	مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری
۳	اسلام میں امام مہدی کا تصور	حافظ محمد ظفر اقبال صاحب
۴	دجال ۱-۲	مفتی ابولبابہ صاحب
۵	امام مہدی کے دوست و دشمن	مولانا عاصم عمر صاحب
۶	تفسیر دور حاضر	ڈاکٹر عاصم عمر مجید صاحب
۷	ہر مجددوں	محمد جمال الدین جامعہ اہر
۸	امت مسلمہ کی عمر	محمد جمال الدین
۹	یرمودہ اکون اور دجال	مولانا عاصم عمر مجید
۱۰	تیسری جنگ عظیم اور دجال	مولانا عاصم عمر مجید

حق تعالیٰ ان کتابوں کے لکھنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت محمدیہ کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم ان میں دو کتابیں ایسی ہیں جن میں مصنف کے ہاتھ سے احتیاط کا دامن چھوٹ گیا ہے اور ان کے قلم نے حدیث شریف کے فرمودہ ماحول اور کردار کی تشریح اور یقین اپنے خود ساختہ اندازوں کی بنیاد پر کی ہے جس کو بعد کے حالات نے بالکل غلط ثابت کر دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے:

کتاب: ”ہرمجدون“ (HRMAJEDDON)

تالیف: محمد جمال الدین

اردو ترجمہ: خورشید عالم

کتاب کے صفحہ ۲۱ پر مصنف ایک مخطوطہ کا ذکر کرتے ہوئے جو تیسری صدی کے ایک مدینہ شریف کے عالم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ترکی کے کتب خانے میں موجود ہے لکھتے ہیں: ”اس سابقہ ماخذ کے ایک اور مخطوطہ میں ایک پیرا گراف کی عبارت یوں ہے: ”شام کے عراقی حصہ میں ایک جاہل آدمی ہے اور وہ سفیانی ہے اس کی ایک آنکھ قدرے ست ہے اس کا نام صدام ہے جو بھی اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اس سے ٹکراتا ہے، ساری دنیا اس کے لیے ایک چھوٹے سے ملک کویت میں جمع ہو گئی، وہ کویت میں ایک فریب خوردہ انسان کی حیثیت سے داخل ہوا۔ سفیانی کی بھلائی اسلام کے ساتھ وابستہ ہے وہ خیر بھی ہے اور شر بھی۔ جتنی ہو اس کے لیے جس نے مہدی امین سے خیانت کی۔“

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں: ”اس عبارت میں عراق کے جاہل حاکم کا ٹھیک ٹھیک نام بھی موجود ہے اور اوصاف بھی اور وہ سفیانی ہے۔ صدام سفیانی نمبر ایک ہے، مسخ شدہ سفیانی نمبر دو اس کا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی شہ پر کام کرتا ہے۔ صدام خیر بھی ہے اور شر بھی جب مہدی کا ظہور ہوگا خیر کا پہلو جاتا رہے گا اور وہ سراپا شر بن جائیگا۔ مہدی سے جنگ کرے گا اور مہدی اس کے قتل کا حکم دے کر لوگوں کو اس کے شر سے نجات دلانے گا۔“

یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا

قارئین حضرات بھی لاعلم نہیں کہ فاضل مصنف نے مخطوطہ کی عبارت سے جو اندازہ لگایا تھا وقت نے اس کو غلط ثابت کر دیا یہ تو ہمارے زمانے کی بات ہے، سب نے دیکھا کہ مہدی نہ تو صدام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور نہ انہوں نے اس کو قتل کیا بلکہ صدام امریکی فوج کے ہاتھوں پکڑے گئے ان پر مقدمہ چلا اور ان کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ رہا ان کا بیٹا جسے مصنف نے سفیانی نمبر دو کا خطاب دیا ہے وہ تو اپنے باپ صدام کی موت سے بہت پہلے امریکی فائرنگ سے ہلاک ہو چکا تھا۔

صفحہ نمبر ۲۹ پر مصنف طالبان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”۱۹۹۶ء کے لگ بھگ طالبان کا ظہور ہوا، آثار اس میں یہ بتاتے ہیں کہ ان کے ظہور کا آغاز اور مہدی کے ظہور کے درمیان ۲۰ مہینوں یعنی ۶ برس کا فرق ہے۔“

یہ اندازہ بھی غلط ثابت ہوا

۱۹۹۶ء میں چھ برس کا اضافہ ہو تو ۲۰۰۲ء میں یہ مدت پوری ہوتی ہے، آج ۲۰۱۱ء ہے

یعنی مدت پوری ہونے کے بعد بھی ۸ سال مزید گزر گئے اور مہدی کا ظہور نہیں ہوا۔ اس اندازے کی بنیاد انہوں نے ایک روایت پر رکھی ہے جو نعم بن حماد نے محمد بن الحنفیہ کی سند سے کی ہے ان کا قول ہے:

”بنو عباس کا سیاہ جھنڈا نکلے گا پھر خراسان سے دوسرا سیاہ جھنڈا نکلے گا ان کی سیاہ

ٹوہیاں ہوں گی اور لباس سفید اس کے خروج اور حکومت مہدی کو پہرہ دیکے جانے کے درمیان ۲۷ مہینے ہوں گے۔“

اب اگر ہم طالبان کے سیاہ جھنڈوں کو روایت میں بیان کیے ہوئے جھنڈے تسلیم کرتے ہیں تو چھ سال کے بجائے ۱۳ سال گزر گئے اور مہدی کا ظہور نہیں ہوا تو اس طرح تو یہ روایت بھی جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔

صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں:

”ہم جن حمانے روایت کی ہے کہ کعب نے کہا کہ ظہور مہدی کی علامت مغرب سے آنے والے جھنڈے ہیں جس کی قیادت کندہ (کینڈا) کا ایک لنگڑا آدمی کرے گا۔“

اس روایت کا مصداق جزل رچرڈ مارکوٹھرا کر لکھتے ہیں:

”حق و قیوم کی قسم! ابھی ظہور مہدی کی علامت ہے۔“

ایک مبہم اور غلطی علامت پر کسی کردار کا تعین کرنا اور اس پر ”حق و قیوم“ کی قسم کھانا

دینی اعتبار سے کیسا ہے صاحبان علم اس سے بخوبی واقف ہیں۔

صفحہ ۳۵ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث بیان کی ہے، جس میں جرمن کے ہٹلر، مصر کے جمال عبدالناصر، انور سادات اور عراق کے صدام حسین کے تذکرے اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں، یہ حدیث ابو ہریرہ کی ان احادیث میں سے ہے جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول سے قسم کی حدیثیں لیں، ایک قسم تو بیان کرتا ہوں، دوسری قسم اگر بیان کروں تو لوگ میرا گلا کاٹ دیں اور یہ حدیث دوسری قسم

سے ہے۔

قارئین حضرات! اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث کی صحت و سقم کے بارے میں محدثین حضرات نے کیسی کیسی سختی کی ہیں، راوی ثقہ تھا یا نہیں، روایت درایت پر پوری اترتی ہے یا نہیں، جرح، تعدیل اسماء الرجال اور نہ معلوم کتنے ذرائع استعمال کر کے احادیث کا موجودہ ذخیرہ ہمیں دستیاب ہوا ہے اس میں بھی کچھ احادیث مضطرب، غریب اور ضعیف جیسی روایتیں ملتی ہیں تو پھر ان احادیث کی کیا ضمانت ہے؟ جو فرد واحد سے روایت ہوا اور کیا بیان نہ اور معیار ہے جس سے یہ معلوم کیا جائے کہ واقعی یہ قول اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر واقعات اگر اس کے کسی ایک جز کو بھی غلط ثابت کر دیں تو پھر ایسی حدیث کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اسی ابو ہریرہ کی روایت میں ہے جو کتاب کے صفحہ ۳۶ پر لکھی ہوئی ہے:

”۱۴۰۰ھ کی دہائیوں (دو یا تین دہائیوں) میں مہدی امین کا خروج ہوگا۔“

آج ۱۴۳۲ھ ہے اور مہدی علیہ السلام کا کہیں یہ نہیں۔

کتاب کے صفحہ ۳۴ پر عراق کے صدام حسین کے متعلق لکھتے ہیں:

”عراق کا موجودہ حکمران صدام حسین ہی وہ شخص ہے جن کا لقب حدیث شریف میں سفیانی بیان ہوا ہے۔“

مصنف نے تین چار صفحات پر اپنے دلائل اور قرائن سے ثابت کیا ہے کہ صدام حسین ہی وہ سفیانی ہے جس کا ذکر روایات میں آیا ہے۔

سفینی کے متعلق اہم معلومات

قارئین حضرات سفینی کے متعلق مختلف روایات موجود ہیں چنانچہ مولانا سید بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ میں امام ترمذی کے حوالے سے سفینی کا نام ”عروہ“ ذکر کیا ہے۔ شیخ نعیم حماد نے کتاب الفتن میں سفینی کا نام عبداللہ بن یزید لکھا ہے۔ امام ترمذی نے اپنی کتاب تذکرۃ کے صفحہ ۶۹۴ پر سفینی کا نام عتبہ بن ہندقل کیا ہے۔ سفینی کے زمانہ میں حضرت مہدی ظاہر ہوں گے۔ سفینی ان کے خلاف ایک لشکر بھیجے گا جس کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے۔

مفتی ابوالبابا اپنی کتاب دجال میں سفینی کے متعلق رقم طراز ہیں:

”حضرت مہدی کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑنے والوں سے بھی زیادہ بد بخت ہوگا وہ اسلام کے دعویدار ہونے کے باوجود حضرت مہدی کے مخالفین میں ہوگا ار ان کا سربراہ ”عبداللہ سفینی“ ہوگا، حضرت مہدی آخر میں اس کو ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کر دیں گے یہ سفینی کا بہت ہی مختصر تذکرہ ہے جو ہم نے اس لیے کیا کہ قارئین خود فیصلہ کریں کہ مصنف نے عراق کے صدام حسین کو سفینی بنانے کی جو کوشش کی ہے وہ کس بری طرح ناکام ہوئی، اس لیے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ:

(۱) صدام حسین کے زمانے میں حضرت مہدی ظاہر ہی نہیں ہوئے۔

(۲) صدام حسین نے کوئی لشکر حضرت مہدی کے خلاف نہیں بھیجا۔

(۳) صدام حسین کو حضرت مہدی نے کسی چٹان پر ذبح نہیں کیا بلکہ وہ ایک امریکی فوج کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ ان پر مقدمہ چلا اور پھانسی کی سزا ہوئی۔

صفحہ ۵۲ پر مصنف لکھتے ہیں:

مروئی آثار دو سفینیوں کو ثابت کرتے ہیں دوسرا سفینی پہلے سفینی کا بیٹا ہے، اور اپنے باپ کے نقش قدم پر کام کرتا ہے یعنی حکم چلاتا ہے باپ کی وفات کے بعد لوگوں کے ساتھ اس کا زویہ باپ جیسا بلکہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔“

یہ بھی غلط ثابت ہوا۔ صدام کے دونوں بیٹے اس کی موت سے بہت پہلے مارے جا چکے تھے۔

کتاب کے صفحہ ۶۶ میں لکھتے ہیں:

”مہدی کا ظہور آج سے (یعنی ۲۰۰۵) دو برس زیادہ سے زیادہ تین برس بعد ہوگا اور اسی قول کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔“

واقعات اس کو بھی غلط ثابت کر رہے ہیں۔

کتاب کے صفحہ ۶۹ پر مصنف نے ایک پیشگوئی کی ہے وہ لکھتے ہیں:

”مہدی کا ظہور سعودی عرب کے بادشاہ کی وفات کے بعد ہوگا ہو سکتا ہے وہ بادشاہ ملک فہد ہو، بادشاہ کے بارے میں اختلاف اور قتال ہوگا تو مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔“

وقت نے اس کو بھی غلط ثابت کر دیا۔ شاہ فہد کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ جانشین ہوئے۔ نہ کوئی اختلاف ہوا نہ قتال اور نہ خروج مہدی ہوا۔

آج سے تقریباً تیس برس پہلے ایک شخص محمد بن عبداللہ قحطانی نے حرم میں گھس کر قبضہ کر لیا تھا اور وہ مہدی موعود ہونے کا دعویدار تھا وہ بعد میں قتل کر دیا گیا۔ مصنف کہتے ہیں کہ اس کا ذکر بھی حدیث رسول میں موجود ہے اور اس میں اس کا ذکر بھی ہے کہ اس حادثے کا حقیقی مہدی کے ظہور کے ساتھ گہرا تعلق ہے، وہ حدیث یہ ہے ”ایک پناہ لینے والا مکہ شریف میں پناہ لے گا پھر اسے قتل کر دیا جائے گا پھر لوگ کچھ عرصہ انتظار کریں گے، پھر ایک دوسرا پناہ لینے والا مکہ میں پناہ لے گا اگر تم اس کا زمانہ پاؤ تو اس سے مت لڑنا اس کا مخالف لکھ کر زمین میں دھنسن جائے گا۔“

اس کی تشریح کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

پہلے پناہ طلب کرنے والے عبداللہ قحطانی کے قتل اور دوسرے معصوم پناہ طلب کرنے والے مہدی کے ظہور کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا؟ اب تک ۲۲ ہجری یعنی ۲۱۰۱ عیسوی سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور جی وقیم جی قسم میں مذکورہ عرصہ کو ان سالوں (یعنی ۲۱ سال) سے زیادہ نہیں تصور کرتا۔

قارئین حضرات مصنف نے جب یہ کتاب لکھی تھی قحطانی کو قتل ہوئے ۲۱ سال گزر چکے تھے، مصنف جی وقیم جی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ظہور مہدی میں اس سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ آج ۲۰۱۱ء یعنی مزید دس برس اوپر گزر چکے ہیں اور مہدی کے ظہور کی بڑی علامتوں میں سے ایک علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ انفس جی وقیم جی قسم کھانے کے بجائے اگر اتنا ہی کہہ دیتے کہ میرا اندازہ ہے کہ ایسا ہوگا یہ تو ان کے حق میں زیادہ بہتر ہوتا۔

روس، چین اور ہندوستان پر حملہ

کتاب کے صفحہ ۹۳ پر مصنف لکھتے ہیں:

”معلوم ہوتا ہے کہ اس فوجی دستے میں مہدی شرکت نہیں کریں گے، کیونکہ جب وہ اس مہم سے فراغت کے بعد لوٹیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہو چکے ہیں۔ مہدی اس فوج کو ملحقہ کبریٰ کے بعد بھیجے گا ان کو وہاں فتح حاصل کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ جب یہ فوج واپس آئیگی تو اپنے ساتھ واچپائی (ہندوستان کے دس سال پہلے کے وزیر اعظم) اور اس جیسے دوسرے لیڈروں کو زنجیروں میں باندھ کر لائیگی۔“ قارئین حضرات اس تحریر سے ظاہر ہوا کہ مہدی علیہ السلام واچپائی وزیر اعظم ہندوستان کے زمانے میں ظاہر ہو چکے تھے اور ان کی فوج نے ہندوستان فتح کر لیا تھا اور واچپائی وزیر اعظم اور اس جیسے دوسرے لیڈروں کو گرفتار کر کے لایا جا چکا ہے۔“

سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف یا مترجم کو ان کی اس خوش فہمی کی داد دیں یا ان کی جلد بازی اور بے احتیاطی پر ماتم کریں۔ ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندو معاشرے نے جب یہ بات پڑھی ہوگی تو دونوں کے مابین قرآن وحدیث کے بارے میں کیا مکالمہ ہوا ہوگا۔ ذرا تصور فرمائیں۔

قارئین حضرات! یہ ساری بے احتیاطیاں اور بے اعتدالیاں حضرات اکابر کے طریق اعتدال اور مسلک جمہور اہل سنت والجماعت سے انحراف کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ ان احادیث کا درجہ کیا ہے ان میں جو ابہام ہے اس کو تعین کرنا ایک بہت بڑی

جسارت ہے کم از کم ایسا کرنے سے اتنا تو سوچ لینا چاہیے کہ اگر واقعات نے میرے اس یقین کو غلط ثابت کر دیا تو عوام کا رد عمل ان احادیث کے بارے میں کیا ہوگا اور منکرین حدیث اپنے موقف کو حق ثابت کر کے اس کو ڈھال بنائیں گے اور نبوت میں پیش کریں گے۔

اب ایک دوسری کتاب کی طرف آتے ہیں جس کی کچھ تحریر قابل تحسین اور کچھ محل نظر ہیں۔

کتاب کا نام: ”تفسیر دور حاضر“

مصنف کا نام: ڈاکٹر عاصم عمر مجید

تاریخ تصنیف: مارچ ۲۰۰۳ء

گویا یہ کتاب آج سے آٹھ برس پہلے لکھی گئی تھی یہ کتاب نقشہ بند یہ مجددیہ سلسلے کے ایک بزرگ کے افکار و تعلیمات پر مبنی ہے چنانچہ مصنف دیباچہ میں لکھتے ہیں:

زیر نظر کتاب موجودہ دور کے بارے میں ان بزرگ کے افکار و تعلیمات پر مبنی ہے اور میں ان کا تہ دل سے احسان مند ہوں جس کی ذاتی توجہ اور نوازش و عنایت نے مجھے اس قابل کیا کہ عوام الناس کو دور حاضر سے متعلق آپ کے افکار سے روشناس کرا سکوں۔ یقیناً آنے والے وقت سے واقفیت لازمی ہے تاکہ ہم خوب سے خوب ترکی تیار کر سکیں ان حالات کے لیے جو بڑی تیزی سے وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔“

اس کتاب میں امت مسلمہ کو مستند حدیثوں کے حوالے سے یورپ خاص طور پر امریکہ کے گندے، بے دین اور ابلیسی معاشرے اور طور طریق کی برائیوں اور برے نتائج

سے آگاہ کیا گیا ہے۔ صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں:

”ساری نوع انسانی کو آزادی اظہار خیال کے بھیس میں عیاش اور اوباش قدروں کی ایک نئی ترتیب قبول کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ جس نے ان شانہ اصولوں کو بے قدر اور کھونا کر کے رکھ دیا جن پر انسانیت کی بنیاد ازل سے استوار تھی۔ اس شیطانی زہر آلود سیال کا اثر اتنا شدید اور مغلوب کن ہے کہ ہم میں سے اکثر اسے واجب عزت و وقار قرار دیتے ہیں۔ خرافات اور نجاست کا جو کچھ بڑی اور شر کے یہ جاگیر دار اچھالتے ہیں اسے آزادی انسانیت کے نام پر قبول کر لیا جاتا ہے ہم اس دور میں رہ رہے ہیں جب گناہ پر اور برائی پر اس میں کوئی رنج و افسوس نہیں ہوتا اور ہم اس موملادھار برستی گندگی اور ذلت کو سن و سلو کی سمجھ کر سینے سے لگاتے ہیں۔“

اس طرح کی پرسوز اور کارآمد نصیحتیں کتاب میں جا بجا ملتی ہیں جو مصنف کے جذبہ ایمان امت مسلمہ کی بھلائی اور دینی غیرت و حیثیت کی عکاسی کرتی ہیں۔

خروج و جہال و مہدی کے سلسلے میں جو احادیث ملتی ہیں ان میں کچھ ایسی بھی ہیں جو انسانی فہم و ادراک سے بالاتر ہیں ان کو سن کر ایک عام آدمی شگوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً:

① دجال ایسے گدھے پر سفر کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ جب وہ چلے گا تو اس کی دم سے حواں خارج ہوگا اور اس کے پاؤں اس کے پیٹ میں سمٹ جائیں گے، دجال اپنی سواری سے بادلوں کو چھو سکے گا۔ سمندر کو عبور کر سکے گا، وہ ایسی برق رفتاری سے سفر کرے گا جیسے ہوائیں بادلوں کو اڑا لے

جائیں یا جیسے زمین اس کے لیے سیٹھ دی گئی ہو۔ (ابن ماجہ، مسلم احمد)

اس حدیث کی عصری تطبیق کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

”اگر ہم غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بلا کم و کاست ہوائی جہاز کی تصویر پیش فرمائی ہے۔ دم سے نکلتا دھواں، پاؤں کا پیٹ میں سٹنا، سمندروں کو عبور کرنے کی صلاحیت یہ سب ہوائی جہاز کی واضح تشبیہات ہیں۔“

(صفحہ: ۱۶)

پھر اس عصری تطبیق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر موجودہ دور کی اصطلاحات میں بات سمجھاتے تو لمبی چوڑی وضاحتیں کرنی پڑتیں (پھر بھی کچھ صحابہ نہ سمجھ پاتے) اس لیے آپ نے اصحاب کرام کی آسانی اور فہم کے مطابق موزوں الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے موقع کے نہایت مناسب اور بر محل تشریح فرمائی۔“

پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:

”کہ اگر اسی طرح عوام کو نہ سمجھایا جائے تو حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ زمانہ آخر کے یہ غیر فطری واقعات کسی فوق الفطرت دور کی طلسمانی داستانیں ہیں۔“

جو کچھ مصنف نے وضاحت کی ہے وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے مطابق ہے یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس وضاحت سے حدیث کے الفاظ سے سمجھیں پیدا ہوتی تھی وہ دور ہو جاتی ہے۔ جس طرح مصنف نے شجر و جال کو ہوائی جہاز سے تشبیہ دی ہے اسی طرح ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ ۲۸ھ ہجری میں مولانا محمد رضا

خال حیدر آبادی نے جو مولانا عبدالحی مرحوم لکھنؤی کے شاگرد اور شاہ دکن کے استاد تھے، مہدی فرقتے کی تردید میں ایک کتاب ”ہدایہ مہدی“ کے نام سے لکھی تھی اس میں شجر و جال کو ریل گاڑی سے تشبیہ دی تھی، جو اس وقت تک نئی دریافت ہوئی تھی، وہ لکھتے ہیں:

”روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جال کل چودہ مہینے اور چودہ روز میں تمام بلاد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے جب تک اس کی سواری کی رفتار ہوا کی طرح نہ ہو پھر روایت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخ خدم و حشم و لشکر کی ساز و سامان کے ساتھ پھیرا کر لگا تو اب ایسی سواری کوئی ہے کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی سب کو سوار کرے مگر ریل گاڑی کو حضرت مسیح الاسباب نے دجال کے ظہور سے پہلے ہی اس کے کارندوں کے ہاتھ پھیلا کر شروع کر دیا کہ دجال کے ظہور سے پہلے یہ ساری دنیاں پھیل جائے کیا عجب ہے کہ چودھویں صدی کے اختتام پر اور یہ بھی یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ گاڑی بادلوں کے دل کی مانند اور ہوا کی چال کی طرح دوڑتی ہے، ہندوستان میں اس کی رفتار ابھی کم ہے مگر ولایت میں ساتھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے، ۲۲ گھنٹے میں ۱۲ سو میل ایک مہینے کی راہ ایک دن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ہوا آمد لشکر اسی طرح اڑا کر لے جاتی تھی۔ (ہدایہ مہدی، رئیس قادیان ۳۳: ۲۷۷)

ظہور مہدی کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ابوداؤد میں نقل ایک حدیث کے مطابق خان سے ایک فلک گوش آواز آئے گی جو امام مہدی کے ظہور کا اعلان کرے گی۔

مصنف اس حدیث حدیث کی تشریح موجودہ دور کے اعتبار سے اس طرح کرتے

ہیں کہ:

”وہ آواز بے شک آسمان سے ضرور آئے گی اور ہم سب اس کو سنیں گے کیونکہ آج کوئی گھر کوئی کوٹھری دنیا میں ایسی نہیں جس میں جدید ذرائع ابلاغ ریڈیو ٹیلی ویژن نہ ہو یا ان تک جس کی رسائی نہ ہو، امام مہدی کے مقدس ظہور کی خبر تمام دنیا میں نشر ہوگی، مصنوعی سیارے کے ذریعہ بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔“

ایک دوسری حدیث جس میں مہدی کے خلاف لشکر کا زمین میں دھنس جانے کی اطلاع دی گئی ہے اس کے متعلق مصنف کہتے ہیں کہ:

”شدید جنگ میں حدید اور مہلک آلات حرب بھاری بم اور فدا کی گولے زمین کو پھاڑ کر بڑے بڑے گڑھے چھوڑ جائیں گے ایسی ہی زمین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ زمین پھٹ کر ان قوتوں کو نگل جائے گی جو امام مہدی کے خلاف لشکر کشی کریں گے۔“

مسلم شریف کی ایک حدیث جس میں ایک ہولناک جنگ کی اطلاع دی گئی ہے جس کے نتیجے میں ایسا کشت و خون ہوگا کہ حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کو زمین پر بالشت بھر جگہ نہ ملے گی جو بد بو اور سرائند سے متعفن نہ ہو، اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواری اللہ تعالیٰ سے عاجز اند دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ دو کہان والے اونٹوں کی مانند لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجے گا جو ان لاشوں کو اٹھا اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔

اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

”لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کا لاشوں کا اٹھا لے جانا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ایک تمثیلی استدلال ہے ان حالات واقعات کا جو آپ پر حکمت الہی سے منکشف ہوئے، لمبی گردنوں والے پرندے جو لاشوں کے انبار کا صفایا کریں گے اونچے اونچے خود کار پھاؤروں اور مشینیں بچوں کے سوا اور کچھ نہیں جو لاشوں کو اٹھا اٹھا کر ٹھکانے لگائیں گے۔“

قارئین حضرات یہ مختصر سامواد جو ہم نے کتاب ”تفسیر دور حاضر“ سے نکال کر آپ کے سامنے پیش کیا یہ فاضل مصنف کی دجال کو قوتوں اور ظہور مہدی کی علامتوں کی جو حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں اس جدید سائنسی دور کے تاثر میں تطبیق کی ایک قابل تحسین کوشش ہے، آج کے دور سے پہلے حدیث شریف میں بیان کردہ اکثر حقائق پر ایمان بالغیب کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا لیکن جوں جوں ہم دجال کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں، یہ حقائق عالم غیب سے اتر کر عالم شہادت کا حصہ بنتے جا رہے ہیں، مگر اس حقیقت کے باوجود پورے دلوں کے ساتھ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تقریحات اور تطبیقات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے مطابق ہیں یا نہیں، کیونکہ زمانہ بہت تیزی سے بدل رہا ہے آج کا مفرودہ کل غلط ثابت ہو جاتا ہے، اس بارے میں مفتی ابوالبابا صاحب کی فصاحت جو انہوں نے اپنی کتاب ”دجال“ میں کی ہے یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ صفحہ ۱۶۲ رقم طراز ہیں:

عصری تطبیق کی حد

علامات قیامت کے ابہام میں جو ابہام درابہام پوشیدہ ہے، وہ خود ایک قیامت ہے، ان علامات کی عصری تطبیق میں جو پیچیدگیاں پیش آتی ہیں اور قوی ترین قرآن پر قائم

مفروضے اور اندازے جس طرح عین وقت پر وقوع حقائق سے دور بہت دور پیچیدہ الجھنوں میں گھرتے دکھائی دیتے ہیں ان کی بنا پر یہ موضوع جتنا دلچسپ ہے، زمانے کے حالات پر اس کی تطبیق اتنا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن کام ہے۔ احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے اور اکابر کی تشریحات کے مائے تلخ پناہ لگی چاہیے، عصری تئیک کے شوق میں فراموش نہ ہوں کہ کتنے تان کے کوئی مخصوص مفہوم نہ پہنایا جائے اور نہ مخصوص حالات کے مطابق ان کو زبردستی اور زور ڈھالا جائے، ضروری بات کہی جائے جو صاف صاف سمجھ میں آتی ہو، اور اس پر بھی اصرار نہ کیا جائے۔

کتاب کی وہ تشریحات جو محل نظر ہیں

اپنے ہم عصر علماء کے متعلق فاضل مصنف اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے صفحہ ۳۷ پر رقم طراز ہیں:

آج کے علماء اور رہنما جن کو عزت دینے کے لیے ہمیں مجبور کیا جاتا ہے، اس کے ذمہ دار ہیں کہ تمام کی تمام امت اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم کس زمانے میں جی رہے ہیں۔ شریک اس لیے کہ علماء خود لاعلمی کی حالت میں ہیں۔ ایسا شخص جو دن اور وقت نہ بتا سکے فاتر العقل کہلاتا ہے۔ اس مماثلت سے وہ عالم فاضل جو قرآن وحدیث کا استاد کہلانے کے باوجود زمانے کی شناخت اور نسبت نہ پہچان سکے وہ بیرونی کے قابل نہیں۔“

یہ خطاب کیونکہ ان علماء سے ہے جو قرآن وحدیث کے استاد ہیں اس لیے جواب بھی انہیں کے ذمہ ہے بندہ اس بارے میں سکوت اختیار کرتا ہے۔

صفحہ ۳۶ پر فاضل مصنف لکھتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس کا ادراک کرنا اور حاضر زمانے کے واقعات کی روشنی میں اسے جانچنا اور سمجھنا ایسا علم و فن ہے جو کسی کتاب میں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی اسکول یا مدرسہ میں کیونکہ یہ پڑھایا نہیں جاتا۔ یہ تو فیض الہی ہے قلبی و روحی بیداری جو چند خاص چنیدہ حضرات تک محدود ہے ہمارے جیسے عام مسلمانوں کے لیے تو ایسے متبرک اور مقدس فیض رساں بزرگ کو پہچاننا اور بلا چوں و چرا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی حقیقی فلسفہ نظام ہدایت کی اصل روح ہے۔“

دونوں پیرا گراف پڑھنے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ بیرونی کس کی کرنی چاہیے مگر بیرونی کے لیے نمونہ تو سامنے ہونا چاہیے پوشیدہ اور چھپے ہوئے کی بیرونی کس طرح ہو۔ اگر جواب میں کہا جائے کہ اس کو تلاش کرنا چاہیے تو یہ ”تکلیف مالا یطاق“ ہے دنیا بہت وسیع ہے، اگر نمونہ چین میں ہو تو پاکستان کا مسلمان اسے کیسے تلاش کر سکتا ہے، جو اپنی بیرونی چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ خود کو عوام پر ظاہر کرے جیسے مہدی کو خدا آسمانی ندا کے ذریعہ ظاہر کرے گا یا جیسے اللہ کے رسول نے اپنے آپ کو ظاہر کیا تاکہ حجت تمام ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی بغیر حجت پوری کیے عذاب نہیں دیتے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾

امریکہ ہی دجال ہے:

کتاب کے صفحہ ۲۳ تک دجال کی جو صفات احادیث شریفہ میں بیان کی گئی ہیں وہ امریکہ پر چپاں کرنے کی کوشش کی ہے جیسے:

(۱) وہ خدا کی دعویٰ کرے گا۔

(۲) وہ ایک آنکھ سے کانابوگا۔

(۳) اس کے چہرے پر لفظ ”کافر“ لکھا ہوا ہوگا۔

مصنف ان تینوں بیبوں کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

دعویٰ خدائی:

دجال کے دعویٰ خدائی کی بھی تھوڑی بہت وضاحت کرتے چلیں۔ آج کے اس نام نہاد ڈرون زمانے میں یہ تو بعید از قیاس ہوگا کہ کوئی کھڑا ہو کر کائنات کے خدا ہونے کا دعویٰ کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہاں اشارہ فرمایا ہے دجال کے متکبرانہ اور انتہائی نخوت آمیز رنگ ڈھنگ کی طرف جو اس کے اس دنیا کے مطلق مالک ہونے کے باطل دعوے کو بے نقاب کریں گے، امر کی طور طریقے اور انداز تو عرصے سے اس طرف اشارہ کر رہے تھے مگر بیش صاحب کے حالیہ ارشادات نے اسے بالکل واضح کر دیا ہے۔ کوئی امریکہ سے چھپ نہیں سکتا۔“

ہم دشمن کو اس کے بلوں سے دھوڑ نکالیں گے۔ اور سونے پہ سہاگاہیہ کہ اس دعویٰ کے نقطہ عروج کو دیکھیں کہ جراثیمہارا افغانستان میں تقسیم کیے ان میں کیا گیا کہ جو القاعدہ کی سپاہ کو پکڑوانے میں تعاون کرے گا اسے زندہ رہنے کی اجازت دے دی جائے گی، اس تحقیر آمیز رویہ کو مد نظر رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال ایسے دکھا دے دے گا جیسے وہ زمین کا رب ہو۔ امریکہ خود ہی یہ راگ الاپتا کہ ہم دنیا کی سپر پاور اور واحد سپر پاور ہیں۔ یہ تمام کے تمام اشارے ہیں اس کے دعویٰ خدائی کی طرف۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مستند حدیث میں فرمایا ہر ایک جو دجال کا ساتھ دے گا وہ دھن دولت اور اسباب و آرائش سے نوازا جائے گا اور جو کوئی اس سے اختلاف یا مقابلہ کرنے کی جرات کرے گا اسے اذیت ناک مفلسی اور ہولناک غم والہ کالم کا سامنا ہوگا۔ (ابن ماجہ، مسلم، احمد) یہ حدیث مبارکہ نہایت تفصیل سے ان عشقوں اور عطیات کو بیان فرماتی ہے جو ان کو حاصل ہوں گے، جو فتنہ دجال کا شکار ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا ان کے کھیتوں کی پیداوار بکثرت ہوگی ان کی گائے بھینسوں کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوں گے اور جو دجال کے حکم کی پیروی نہیں کریں گے، ان کے دھور ڈگر کو موت آئے گی اور وہ خود ہستی مفلس اور محرومی کا شکار، قحط زدہ، بھوکے پیاسے ہوں گے۔

ایک لحد غور کیجیے امریکہ کی افغان مہم جوئی نے اس حدیث مبارکہ کی صداقت کو خوب ثابت کیا ہے افغانوں کی کھلی نافرمانیوں کے نتیجے میں ان پر ہیبت ناک آفات مسلط کر دی گئیں۔ دجال کی من پسند سواری ہوائی جہاز لان پر موت کے گولے ڈیڑی کفر برسا رہی ہے کہ گستاخ اور سرکش افغانستان کو سبق سکھائے۔ بدقسمت قحط زدہ افغانوں کو موت کا سامنا ہے اس کے ریوڑ کے ریوڑ اور کھیتوں کے کھیت تباہ و برباد کر دیئے گئے ہیں اسکے برعکس امریکہ کا ساتھ دینے پر عطیات انعامات اور مال و زر سے نوازنے کا وعدہ ہے۔

دجال ایک آنکھ سے کانابوگا:

اس حدیث کے ظاہری الفاظ کیونکہ امریکہ یا کسی ملک پر چپاں نہیں ہو سکتے اس لیے مصنف اس کی تاویل کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

احادیث مبارکہ دجال کو ایک آنکھ والا گردانتی ہیں یہ پھر ایک من موئی تشبیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”تمہارا اللہ ایک آنکھ والا نہیں، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں دجال کی جسمانی صفات بیان نہیں فرما رہے۔ ایک آنکھ والا یا کانٹھیلی قاتل میں غیر متصفانہ جائیداد اور طرقداری کے لیے استعمال ہوا ہے اور کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ایسا تو نہیں وہ تو رحمان ہے انصاف کرنے والا ہے۔

دجال کی خدائی کی نفی اس کے اپنے اعمال کریں گے۔ دجال دو غلابدن، بدگمان اور بے رحم ہوگا (اور اپنے کانے پن کی بدولت اسے صرف اپنا نقطہ نظری نظر آئے گا اور دوسرا رخ بالکل بھی نہیں۔

امریکہ کی جانبداری اور تعصب (کاناپن) اتنا نمایاں ہے کہ اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں اور مسلمانوں کے معاملات میں تو امریکہ کے طرزِ عمل چونکا دینے کی حد تک طرقدارانہ اور غیر متصفانہ ہے یہ خصلت اور شدت سے نمایاں ہو جاتی ہے جب امریکہ انسانی حقوق، انصاف اور غیر جانبداری کا ڈھول گٹھے میں ڈال کر پیشا رہتا ہے۔ مگر ایک عیسائی کی موت تو جیسے تمام انسانیت کی موت ہے اور ہزار ہا مسلمان قتل ہو جائیں تو وہ سب سے نہیں ہوتا اس طرح مصنف نے آگے اور بہت سی مثالیں امریکہ کے تعصب اور جانبداری کی بیان کر کے حدیث کے مطابق اس کا کانپن ثابت کیا ہے۔

دجال کی پیشانی پر لفظ ”کافر“ لکھا ہوگا:

امریکہ کوئی ایک انسان نہیں جس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا جائے چنانچہ فاضل

مصنف اس کی تاویل اس طرح کرتے ہیں:

اب ہم اس حدیث کی طرف آتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ لفظ کافر دجال کے ماتھے پر لکھا ہوگا ہم اگر اس حدیث مبارکہ کا لفظی مطلب لیں تو یہ سوچتے رہ جائیں کہ کوئی کیسے اپنے ماتھے پر لفظ کافر لکھوانے پر راضی ہوگا۔ یہ ایک انہونی حرکت لگتی ہے لیکن زیادہ تر مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں مگر سچی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پھر نہایت موزوں تشبیہ فرمائی ہے:

عربی۔ اردو بپتائی میں بھی جب کوئی خصلت یا خوبی کسی انسان میں بہت نمایاں ہو تو اسے کبھی کبھار یوں بھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے ماتھے پر لکھا ہے۔ (اور زیادہ تر یہ خفی رحمان کے بیان میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص پیدا کنی چھوٹا ہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کے تو ماتھے پر لکھا ہے کہ وہ چھوٹا ہے۔

ہی وہ رنگ ہے جس میں آنحضرت نے ہمیں یہ پیغام پہنچایا دجال انتہا درجہ کا قطعی سنگدل، بے رحم، مغرور و کاذب، گمراہ کن، فریب آلود اور اتنا کھلا بے ایمان و بے اعتقاد ہوگا کہ ذرہ بھر خالص ایمان اور سمجھ بوجھ رکھنے والے کسی شخص کو بھی یہ صاف نظر آئے گا کہ دجال سرتاپا کفر ہے۔ اب اگر ہم ایک نظر امریکی چال چلن اور ان کی اخلاقی تہزیل و گمراہی اور بدقماش پریڈائیس تو ہم پر مکمل طور سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خود ساختہ راست روی کے دعوے کی باریک ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پیچھے ایک ایسا معاشرہ ہے جس کی بنیاد سخت ناگوار اور گھٹیا ترین انسانی خصلتوں پر ہے جسے اپنے منافع کے علاوہ کسی کا کوئی لحاظ نہیں۔ وہ ایک کافرانہ معاشرہ خیانت اور بدی میں ڈوبا ہوا ہے انتہا مخرف و نافرمان اور اتنا ناگوار اور گھٹیا کہ کسی بھی صاحب بصیرت کو نظر

آجائے گا کہ امریکہ مجسم خباثت بنائے دجال ہے اور اس کا کفر و کینگی اس کے ماتھے پر سایہ فگن ہے بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً فرمایا تھا۔ اس بات کی وضاحت کے لیے امریکہ دجال ہے یا نہیں ہم مفتی ابوبابہ صاحب کی کتاب ”دجال“ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں بڑے وزنی دلائل کے ساتھ اس نظریہ کی نفی کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ دجال کوئی ملک نہیں بلکہ حدیث شریف کے مطابق ایک متعین شخص کا نام دجال ہے چنانچہ انی کتاب کے صفحہ ۱۴۴ پر قسط راز ہیں:

دجال کا شخص خاکہ

بعض حضرات کہتے ہیں کہ امریکہ دجال ہے کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ہوگی اور امریکہ کی بھی ایک آنکھ ہے اس کی مادیت کی آنکھ کھلی ہے جبکہ روحانیت کی آنکھ چوہٹ ہے وہ مسلمانوں کو ایک آنکھ سے اور غیر مسلموں کو دوسری آنکھ سے دیکھتا ہے اس کی کرنی پر ایک آنکھ بھی ہوئی ہے۔

جو حضرات اس رائے کو اہمیت دیتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں:

(۱) کچھ تو احادیث کا علم نہ ہونے اور غلط فہمی کی بنا پر سمجھتے ہیں ان کے پیش نظر کوئی غلط مقصد نہیں یہ لوگ معذور ہیں۔

(۲) کچھ جان بوجھ کر کسی خاص مقصد (مثلاً یہودیت کی خدمت اور مسلمانوں کو دجالی فتنے سے بے خبر رکھ کر دجال کی راہ ہموار کرنے) کے لیے ایسا کرتے ہیں یہ خود دجال ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصلی دجال سے پہلے پہلے تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے، احادیث کو جس نے سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے اسے یقین ہے کہ دجال کوئی

ملک نہیں ایک متعین شخص ہے جس کو انسانوں کی آزمائش کے لیے غیر معمولی طاقتیں دی گئی ہیں لیکن وہ ان کو بھی غلط مقاصد کے لیے استعمال کرے گا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی مشہور کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں لکھتے ہیں حدیث شریف میں اس بات کی صاف صاف وضاحت ہے کہ دجال ایک معین شخص ہوگا وہ ایک خاص اور معین زمانے میں اور ایک معین قوم میں ظاہر ہوگا جو یہود ہیں اس لیے ان تمام وضاحتوں کی موجودگی میں نہ اس کے انکار کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت، احادیث میں اس کا تعین بھی کر دیا گیا ہے کہ وہ فلسطین میں ظاہر ہوگا اور وہاں اس کو عروج اور غلبہ حاصل ہوگا۔ درحقیقت فلسطین وہ آخری اٹیچ ہے جہاں ایمان و مادیت اور حق و باطل کی یہ کشمکش جاری ہے (اور منظر عام پر آنے والی ہے)

خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ امریکہ کی دجالی خصوصیات میں شک نہیں لیکن وہ دجال نہیں البتہ امریکہ کی تہذیب و ثقافت جو سراسر مادیت پرستی پر قائم ہے وہ دجالی تہذیب ضرور ہے، بلکہ دجال اپنے ظہور کے بعد جو کام دنیا میں کرے گا، امریکی استعمار یہود کے ورغلانے سے (دجال کو سچا نجات دہندہ سمجھ کر) اس کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ دجال کو حقیقی آسمانی خدائی کے مقابلے میں فرضی زمینی خدائی کے لیے جو وسائل درکار ہیں صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ پورا یورپ انہیں مہیا کرنے کے لیے دن رات سائنسی تحقیقات میں لگا ہوا ہے اور یہودی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر نئی حیرت انگیز چیزیں ایجاد کر کے اس کی عالمی حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود امریکہ دجال نہیں کیونکہ دجال کسی ملک یا حکومت کا نام نہیں بلکہ ایک خاص متعین شخص کا نام ہے۔

حارث و منصور

ہلال بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث الحراث (کسان) کہا جاتا ہے وہ گا اس کے لشکر کے اگلے حصہ پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا جو آل محمد کے لیے (خلافت کے سلسلے میں) راہ ہموار کرے گا، جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے ٹھکانہ دیا تھا۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد اور تائید کرے یا یہ فرمایا کہ اطاعت کرے۔ (ابوداؤد)

حارث اور منصور دو لقب ہیں: دو ذمہ داریاں ہیں۔ دو عظیم خدمات ہیں جو یہ حضرات دین اسلام کی سر بلندی کے لیے انجام دیں گے، جب مہدی سات علماء کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت لیں گے تو پہلے پہل انہیں کافروں سے زیادہ اپنے لوگوں سے نبرد آزما ہونا پڑے گا ایسی حالت میں حضرت مہدی کو جس نصرت اور مدد کی ضرورت ہوگی وہ یہ دو بزرگ ہستیوں فراہم کریں گی ایک ان کی مالی کفالت کرے گا اور دوسرا عسکری کمک درسد وغیرہ کا انتظام کرے گا، پہلے کو حدیث شریف میں حارث (کسان) اور دوسرے کو منصور کہا گیا ہے جو عسکری امور کا ایک قابل اور بہادور سالار ہوگا جو حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندنا ہو یا جو محتاج چلا جائے گا حدیث شریف کے مطابق ان دونوں ہستیوں کی مدد کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔

اس بارے میں فاضل معصف پہلے تو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی خراسان سے ہجرت فرما چکے ہیں (صفحہ ۵۴) پھر فرماتے ہیں کہ حضرت منصور پاکستان میں موجود ہیں (صفحہ ۵۵) پھر کہتے ہیں کہ حضرت منصور خراسان کے پھاڑوں سے اتر کر سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں۔

صفحہ ۵۵ کی عبارت یہ ہے:

اس مفروضے کو کہ حضرت منصور پاکستان میں موجود ہیں چنواور احادیث سے تقویت ملتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زبردست لشکر کی نشاندہی فرمائی جو ستر ہزار ہندوستان کی کچھ احادیث میں خراسانی سپاہیوں پر مشتمل ہوگا اور ایک مقدس جنگ لڑے گا اور حضرت مہدی کا مددگار ہوگا جب وہ خانہ کعبہ میں ظاہر ہوں گے اس فوج کا سپہ سالار کون ہوگا اس کے علاوہ اور کون حدیث کے مطابق وہ جس کو جیسا کہ اس کے اسم گرامی سے عیاں ہے تائید الہی حاصل ہوگی یعنی حضرت منصور۔

حدیث مبارکہ کے مطابق حضرت امام مہدی کے لیے لڑنے والی یہ فوج راستے میں ہندوستان کے حکمرانوں کو زنجیر پا کر دے گی اور ان گنت تلحدوں (اور بے دینوں کا قصہ تمام کر دے گی اس فوج کے سپاہیوں کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

قارئین کرام! فاضل معصف نے اپنے یہ خیالات ۳۰۰ء میں کتاب لکھتے وقت پیش کیے تھے آج ۲۰۱۱ء یعنی آٹھ برس گزر چکے ہیں ابھی تک یہ مفروضہ حقیقت میں تبدیل نہیں ہوا۔ مزید کوتاہ وقت لگے گا یہ خداوند قدوس ہی بہتر جانتے ہیں۔

سعودی خلیفہ کی موت پر شدید اختلافات

حضرت مہدی کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلام کے ایک خلیفہ کی موت پر مسلمانوں کو شدید اختلاف ہوگا۔ اس علامت کا تعین کرتے ہوئے فاضل معصف فرماتے ہیں:

الہامی علوم سے فیض یاب اولیاء کرام کی رائے میں بادشاہ تو پہلے ہی مرا ہوا ہے اس لیے باقتدار حکمران سعودی عرب شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ہے جس کے اسلام پسند خیالات

تکوار نیزہ یاراکٹ اور بم

احادیث شریف میں مہدی علیہ السلام اور کفار کے درمیان جن جنگوں کا ذکر ہے اس میں پرانے اور قدیم ہتھیار جیسے تکوار نیزہ، وغیرہ اور قدیم طریقہ جنگ جیسے لشکر فوج وغیرہ کا تذکرہ آیا ہے اس کو پڑھ کر یہ سوال یقیناً پیدا ہوگا کہ آج کل جبکہ پرانا طریقہ جنگ اور آلات حرب بالکل متروک ہو چکے ہیں اور جنگیں ہوائی جہازوں، آبدوزوں اور راکٹوں اور میزائلوں سے لڑی جا رہی ہیں تو کیا حدیث کی زبان علامتی ہے یا حقیقی؟ گفتگو استعارے میں کی گئی ہے یا دنیا واپس پرانے طریقہ پر چلی جائے گی، اس کے دو جواب ملتے ہیں ایک تو فاضل مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷۶ پر دیا ہے اور وہ یہ ہے:

ان روایات کا اوپر علم رکھنے والے بہت سے اشخاص کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیروں اور بھالوں کی بات کی ہے اس لیے یہ جنگیں دقیقاً قیامی آلات حرب سے لڑی جائیں گی، اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔“ روایات میں ان تیروں بھالوں کی تباہ کن قوت تو سوائے رکھیں تو یہ آج کے ذی قلم چاق و چوبند ڈیزی کنز اور میزائل ہیں۔

اس جواب سے یہ ظاہر: ہوا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگیں پرانے آلات حرب یعنی تکوار اور نیزوں سے لڑی جائیں گی انہیں بہت تھوڑا علم ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ جنگیں موجودہ ہر قسم کے جدید ہتھیاروں سے لڑی جائیں گی جو اس کے خلاف کہتے ہیں وہ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس میں وثوق سے کچھ کہنے کے بجائے ایک مختاطب اور مشروط بات کہہ دی گئی ہے:

وہشت پسندوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے جس کی موت پر حالات پٹا کھائیں گے۔

یہ مشہور ہے کہ جانشین مقرر کیے جانے کے باوجود شہزادہ عبداللہ کے اسلام موافق اور امریکی مخالف جھکاؤ کی وجہ سے ایک طاقتور گروہ اس کی جانشینی کے خلاف ہے، نامزدولی عبداللہ ناق واراقت جسٹائے لکھنؤ امریکہ کے بنیاد پرست رجحانات سے خوفزدہ اپنے امیدوار کو پوری قوت سے آگے بڑھائیں گے، یہ سب کچھ ولی عہد سے وفادار فوجوں اور امریکی حمایتوں کے درمیان ایک خوفناک تصادم کی صورت اختیار کر جائے گا۔

اس مقدس زمین پر اٹھنے والا یہ دنگا فساد ظہور امام اولیا حضرت مہدی علیہ السلام کا پیش خیمہ ہوگا۔ (صفحہ ۶۱)

قارئین کرام! یہ واقعات تو ہم سب کے سامنے کے ہیں اور ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ الہامی امور سے فیض یاب بزرگوں کی اس رائے کو قوت دینے غلط ثابت کر دیا۔ کشف اور الہام وغیرہ نہ تو حجت ہیں اور نہ ثبوتی اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر وحی اور الہام وغیرہ میں کیا فرق رہ جاتا۔ شہزادہ عبداللہ کی جانشینی بڑے باوقار اور پرسکون ماحول میں ہوئی کوئی دنگا فساد ملک کے اندر یا باہر سے نہیں ہوا جو حضرت مہدی کے ظہور کا پیش خیمہ ثابت ہوتا۔

مفتی ابوالبابہ صاحب اپنی کتاب دجال میں لکھتے ہیں:

ایک علامت ظہور مہدی کی یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے انتقال پر شدید اختلاف ہوگا اس اختلاف کی نوعیت بظاہر یہ لگتی ہے کہ سعودی تخت پر اتحادی افواج اپنی مرضی کا آدمی بٹھانا چاہیں گی جبکہ اہل اسلام اپنے شخص کو پسند کرتے ہوں گے جس کے نظریات اتحادیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے ہوں گے مہدویات پر نظر رکھنے والے کچھ حضرات اس کا مصداق شاہ فہد کو سمجھتے تھے لیکن جب اس کا انتقال ہوا اور شاہ عبداللہ کی جانشینی کا عمل بخیر و خوبی انجام پا گیا تو ان کے اندازوں کو زبردست دھچکا لگا لیکن ادا سے تو اندازے ہی ہوتے ہیں۔ (صفحہ ۷۷)

انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں آج ذرائع مواصلات (Communication System) اور آلات جنگ (War weapons) کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے کوئی اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر جنون کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی رفتار اسی تیزی سے بڑھتی رہے گی یا خود کشی کر کے انسانی تمدن کو پھر تیر و مکان کی طرف لوٹا دے گی ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا ہر وقت خطرہ موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ بر اندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جن میں حضرت مہدی اور علی علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل - مفتی یوسف لدھیانوی)

قارئین حضرات جن دو کتابوں سے اقتباسات میں نے پیش کیے حق تعالیٰ ان کے مصنفین کو بہترین جز عطا فرمائے کہ انہوں نے ایک بہت اہم مسئلے پر قلم اٹھایا اور امت محمدیہ کو اس کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا تاہم کہیں کہیں انہوں نے احتیاط اور اعتدال کی روش سے تجاہز کیا جس کی اس خاکسار نے نشاندہی کی۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت کو مبہم رکھا اسی طرح ظہور مہدی و دجال وغیرہ میں بھی کافی ابہام ہے اور اس لیے حدیث شریف میں بیان کردہ علامات واقعات اور کردار کی صحیح تعین کرنا بہت مشکل ہے۔ اس بارے میں سابقہ دور کے بزرگوں کے بھی اندازے، الہامات اور خواب وغیرہ وقوع میں نہیں آئے جو تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے ا پرارے زنی کرتے ہوئے کسی بھی واقعہ یا کردار کا حتمی تعین نہیں کرنا چاہیے اور نہ شریعت کے خلاف یا اکابرین کے مشرب سے ہٹ کر کوئی تاویل کرنی چاہیے ووثق پر امکان اور احتمال کو ترجیح دینے ہی میں سلامتی ہے حق تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

دوسرا باب

☆..... امام مہدی علیہ السلام کے منتظر لوگ

☆..... اسم ہادی کی تجلیات سے مغلوب لوگ

☆..... وہ لوگ جو مہدی کے نام سے بہت مشہور ہوئے اور جن کو

ان کے علم نے گمراہ کیا

☆..... وہ لوگ جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر توبہ کر لی

ظہور مہدی متفق علیہ مسئلہ ہے

حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب ”اندر تلیس“ میں لکھتے ہیں:

امام محمد بن عبداللہ المعروف بہ مہدی علیہ السلام کا ظہور اوائل اسلام سے آج تک ایک مسلم الثبوت مسئلہ چلا آتا ہے۔ علمائے اعلام ائمہ مجتہدین اور محدثین میں سے کسی نے اس مسئلہ کی صحت سے انکار نہیں کیا۔ محمد بن حسن اسنوی کتاب مناقب شافعی میں لکھتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور آپ کے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہونے کے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں وہ درجہ تو اتار تک پہنچی ہوئی ہیں اور رسالہ توضیح میں لکھا ہے کہ قاضی محمد بن علی شوکانی سے بعض علمائے دریافت کیا کہ وہ حدیثیں جو ظہور مہدی کے متعلق آئی ہیں وہ متواتر ہیں یا نہیں، قاضی شوکانی نے جواب دیا بلا شک و شبہ متواتر ہیں، ان کے علاوہ آثار صحابہ بھی جن میں ظہور مہدی کی تصریح ہے کثیر التعداد میں ہیں۔ قاضی شوکانی نے ایک ایک اثر کو گنویا ہے اور ان کی تعداد ۲۸ تک پہنچا کر لکھا ہے کہ یہ آثار بھی احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہیں کیونکہ واقعات مستقبل کے متعلق اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی اپنی کتاب ”عقائد الاسلام“ حصہ اول کے ص ۶۴ پر فائدہ جلیلہ کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ امام مہدی کا ظہور آخری زمانے میں برحق اور صدق ہے اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ امام مہدی کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ اس کی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت

ہیں۔ عہد صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک امام مہدی کے ظہور کو مشرق و مغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء، علماء عوام اور خواص ہر قرن اور ہر عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔

ظہور مہدی لازمی اور یقینی ہے

ظہور مہدی اس قدر یقینی بات اور ہمارے عقیدے کا حصہ ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلے میں ملا علی قاری نے مرقاۃ بیخ ۱۰ صفحہ ۷ پر مسند احمد اور ابوداؤد کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر زمانے کا صرف ایک دن باقی رہ جائے (اور مہدی نہ آئے اور علامات قیامت پوری ہو جائیں) تب بھی اللہ تعالیٰ میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بھیج کر دیں گے۔ جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھردے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن رہ جائے (تب بھی ظہور مہدی کے لئے) اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دیں گے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی وکیل و قاضی کے پہاڑوں کا مالک ہو جائے۔“

حضرت مہدی کے ظہور کے بعد ان کی اور ان کے دست راست حارث و مضر کی مدد اور ان سے تعاون کرنے کی تاکید اور اس پر پیش ہوا ثواب اور خیر و برکت جو احادیث سے ثابت ہے کے حصول کی غرض سے امت محمدیہ کے نیک اور صالح لوگ ہمیشہ سے اس

بات کی تمنا کرتے آئے ہیں کہ کاش ہمیں بھی کوئی ایسا موقع مل جائے کہ ہمارا نام بھی امام مہدی کے حلقوں کی فہرست میں آجائے اس سلسلے میں کچھ واقعات سنئے:

غوث علی شاہ قلندر کا ایک ملفوظ

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈوار میں پہنچے تو سنا کہ یہاں ایک شیعہ صاحب تھے مرتے دم انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ہماری دونوں لڑکیوں کی شادی نہ کی جائے۔ جب حضرت امام مہدی آخر الزماں کا ظہور ہوا تو یہ دونوں ان کے نکاح میں دے دی جائیں ہم نے سید صاحب کی بیوی سے کہا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ تو شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور شریعت میں دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں لہذا مناسب یہی ہے کہ ان میں سے ایک کی شادی کر دو اور دوسری امام صاحب کی نذر کے لئے رہے۔ دو۔ چنانچہ ایک کی شادی ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے کہا کہ اب اس غریب پر بھی رحم کرو، خدا جانے امام علیہ السلام کے ظہور تک یہ زندہ بھی رہے یا نہیں اس سے تو بہتر یہی ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد سے امام صاحب کے زمانے میں جولاڑی موجود ہو وہ امام صاحب کی نذر کر دی جائے تاکہ وصیت بھی پوری ہو جائے۔ غرض اس کی بھی شادی ہو گئی۔

(تذکرہ غوثیہ)

حضرت مہدی کے نام ایک بزرگ کا خط

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ خاندان کے اکابرین میں سے تھے اور آخری عمر میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ

آگئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ آپ کو علامات قیامت کے ظہور اور حضرت مہدی کی قیامت میں اصلاح عالم کی جدوجہد سے خصوصی دلچسپی تھی۔ حضرت مہدی کا ظہور کہ میں ہونا تھا۔ دوسری طرف انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چابیاں شعی خاندان کے سپرد کی تھیں اور اور بیت اللہ چونکہ قیامت تک رہے گا اس لئے مکہ شریف میں شعی کا خاندان بھی مکہ شریف کی کنجیوں سمیت قیامت تک رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب کی جب آخری عمر ہوئی تو یہ تمنا شدت اختیار کر گئی کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر ان کی بیعت ہو اور ان کی قیادت میں جہاد نصیب ہو جائے تو ان کو ایک عجیب ترکیب سمجھی کہ جب شعی خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو یقیناً ظہور مہدی کے زمانے میں بھی موجود ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک حمال شریف اور ایک لکوار لی اور ایک خط حضرت مہدی کے نام لکھا اس کا مضمون یہ ہے:

”فقیر رفیع الدین مکہ مکرمہ میں حاضر ہے۔ آپ اس وقت جہاد کی تیاری کر رہے ہیں اور ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا۔ سورفیع الدین کی طرف سے یہ حمال تو آپ کے لئے ہے یہ ہے اور یہ تکرار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے تاکہ مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔“

پھر انہوں نے یہ تینوں چیزیں شعی خاندان والوں کے سپرد کر دیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا۔ یہ چیزیں حضرت مہدی کے لئے امانت ہیں۔ جب تمہارا انتقال ہو تو اپنے قائم مقام کو سپرد کر دینا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کے سپرد کر دیں اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے۔ یہاں تک کہ یہ چیزیں حضرت مہدی علیہ السلام تک پہنچ جائیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۹۸)

قطب عالم شیخ العرب والجم حاجی امد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ

فرمایا کہ:

”ایک شامی جن کا نام سید احمد تھا یہاں مکہ شریف میں حضرت مہدی آخر الزمان کے انتظار میں مقیم تھے کیونکہ انکے مرشد نے ان کو خبر دی تھی کہ کچھ دن کے بعد حضرت مہدی ظاہر ہونے والے ہیں۔ اب ان کے بھائی سید محمد اس انتظار میں مکہ شریف میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے ملتے رہتے ہیں اور ظہور مہدی کے اخبار و آثار سناتے رہتے ہیں۔ سید احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آج کا خطاطب کر کے فرماتے ہیں۔ ”انصرنی انصرک“ پھر حضور مجھ سے فرماتے ہیں کہ حاجی امد اللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک ہندی

تکوار ہے تم ان سے وہ تکوار لے کر امام مہدی کے مددگار بنو۔ میں نے انکے خواب کے مطابق وہ تکوار مولوی منو علی صاحب کے زیریہ ان کو بھیجوائی مگر اس اثنا میں سید احمد صاحب شامی کسی وجہ سے مکہ شریف سے نکال دیے گئے اس طرح وہ تکوار ان تک نہ پہنچ سکی۔

حضرت حاجی امد اللہ صاحب آگے فرماتے ہیں کہ:

”مکہ شریف میں بہت سے بزرگ ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ ہم مہدی آخر الزمان ہوں گے اور بعض ظہور مہدی کے انتظار میں بیٹھے ہیں ان میں ایک سید علی بغدادی ہیں۔ وہ اکثر ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ان کے کشف و کرامت اہل مکہ میں بہت مشہور ہیں۔ ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں۔ انھوں نے امام مہدی کو رکرن

ہیائی کے پاس ٹیماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے کہتے ہیں اس وقت امام مہدی کی عمر چالیس سال معلوم ہوتی تھی۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مہدی کے انتظار میں مکہ شریف میں مقیم ہوں۔“ (شام امدادیہ)

قارئین حضرات قطب عالم شیخ العرب والجم حضرت حاجی امد اللہ مہاجر مکی اپنے زمانے کے جیسا کہ سب جانتے ہیں ولی کامل اور مقرب بارگاہ خداوندی میں سے تھے اور جن بزرگ کے حالات حاجی صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ بھی یقیناً بلند روحانی مراتب پر فائز ہوں گے جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا کہ سید علی بغدادی کے کشف و کرامات کا چرچہ مکہ شریف میں مشہور ہے مگر یہ تمام بلند مقامات رکھنے کے باوجود ان حضرات کا کوئی خواب کوئی کشف کوئی الہام سچا ثابت نہیں ہوا۔ سید علی بغدادی کا یہ کہنا کہ انھوں نے مہدی علیہ السلام کو رکرن ہیائی کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان سے مصافحہ کیا ہے ان کا کشف ہوگا ورنہ مہدی علیہ السلام کی پہچان کے متعلق روایات میں مختلف واقعات لکھے ہوئے ہیں اور رہے وہ خواب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سنا وہ ان حضرات کی قوت سامعہ خیالیہ اور ظہور مہدی کی طرف قلبی دروجی میلان کا نکتہ ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی خبر نہیں دے سکتے جو واقعہ نہ ہو آپ کے دین شریف سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

یہ تمام اندازے ظہور مہدی کے متعلق جوان بزرگوں نے لگائے اور وقوع میں نہیں آئے آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے کے ہیں۔

اسم ہادی کی تجلیات سے مغلوب بزرگ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی اپنے اس ملفوظ فرماتے ہیں:

”اکثر لوگ مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے زمانے میں بھی لوگوں نے کیا ہے اس میں بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض لوگ معذور ہوتے دراصل ان کو ”سیر اسماء“ میں یہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ وہ مہدی ہیں۔ خاندان چشتیہ میں ”سیر اسماء“ سے منع کیا ہے بلکہ شیعہ کامل اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال لیتا ہے۔ اس خاندان میں صرف تین سیر ہیں:

(۱) سیر الی اللہ

(۲) سیر فی اللہ

(۳) سیر من اللہ

مگر دوسرے خاندانوں میں سیر اسماء کے مراتب تعلیم کیے جاتے ہیں چنانچہ سیر اسم ہادی میں اکثر یہ غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ چونکہ سیر اسم ہادی میں سالک پر جب اسم ہادی کی تجلیات کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ گمان کرنے لگتا ہے کہ میں ہی مہدی ہوں۔ اس سلسلے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ”زوائد المتقین“ میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ اپنے دادا پیر شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے متعلق لکھا ہے کہ آخر عمر میں جب لوگ ان کی وفات کی توقع کر رہے تھے ان پر اچانک ایک حالات طاری ہوتی اور وہ خود کو مہدی موعود کہنے لگے۔“

شیخ علی متقی کا دعوائے مہدویت

شیخ علی متقی کے عجیب و غریب حالات میں سے ان کا مہدی ہونے دعویٰ کرنا ہے جو دقتی غلبہ (اسم ہادی کی تجلیات) اور حالت سکر کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس حالت کا ظاہر ہونا غالب رہنا اور کچھ دیر تک باقی رہنا صرف آدھے دن کا قصہ ہے۔ یہ حالت چاشت کے وقت ظاہر ہوئی اور دن کے آخری حصہ میں شیخ کو موصوف اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اس واقعہ کی تفصیل فقیر نے (شیخ عبدالحق دہلوی نے) شیخ عبدالوہاب متقی کی زبانی سنی ہے۔ چنانچہ ایک دن اس حالت کی کیفیت کے متعلق ان کی خدمت میں سوال کیا گیا تو فرمایا ایک بات تھی جو ہو گئی۔ پھر فقیر کو اس کے متعلق بات کرنے کی ہمت نہیں ہوئی لیکن شیخ حمید محدث نے بعد میں واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا وہ اس کے چشم دید گواہ تھے اور اس وقت شیخ کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے بیان کیا:

جس وقت شیخ متقی سخت ترین مرض میں مبتلا تھے اور وہ مرض اس قدر بڑھ گیا تھا کہ شیخ کی زندگی کی امید بھی جاتی رہی تھی اور لوگ میت کے شرعی مراسم ادا کرنے کے لیے جمع ہو رہے تھے کہ اچانک شیخ متقی پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی۔ خادم کو بلایا اور کہا اے فلاں تو گواہی دے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں ہم سچے ہیں اس نے کہا جی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ ارشاد فرما رہے ہیں اور خبر دے رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں آپ سے ہم نے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی۔

شیخ کہنے لگے میں مہدی آخر الزماں ہوں تو تصدیق کر۔ خادم نے کہا میں تصدیق

کرتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ فرمایا عبدالقادر فاکہ کو بلاؤ (شیخ فاکہی مکہ کے بڑے لوگوں اور مشہور علماء میں سے تھا) اسے بلوایا گیا شیخ نے اس کو دیکھ کر کہا اے عبدالقادر تم شہادت دیتے ہو کہ ہم سچے ہیں اور ہم مہدی موعود ہیں عبدالقادر کہنے لگے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور مہدی موعود ہیں۔ پھر بستر سے اٹھے اور بیماری کی گویا کمزوری اور بیماری آپ میں تھی ہی نہیں حالانکہ اس سے پہلے کمزوری اور بیماری کی وجہ سے بستر پر پڑے تھے اور زندگی کی بس ایک دم باقی تھی۔ حرکت کرنا اور بلنا جتنا تک مشکل تھا کہ ایک دم کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈے پانی سے اچھی طرح غسل کیا سفید لباس زیب تن فرمایا۔ عمامہ سر پر رکھا۔ لائچی ہاتھ میں پکڑی اور حرم شریف کی طرف رواں دواں ہو گئے اور اتنا تیز کہ ہوا کی طرح اڑنے لگے کسی میں طاقت نہ تھی کہ اس کے ساتھ چل سکے۔ حرم شریف میں داخل ہوئے۔ جمعہ کے صبح کا وقت تھا۔ بہت سے لوگ دعاؤں اور گریہ و زاری میں مصروف تھے کہ آپ نے بلند آواز میں کہا:

”انا المہدی الموعود انا المہدی الموعود“

میں مہدی موعود ہوں میں ہی مہدی موعود ہوں۔ تمام حاضرین حیران رہ گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا حالت ہے کہ شیخ علی متقی جیسا فرشتہ صفت آدمی اس پر بیزار گاری اور تقویٰ کے ہوتے ہوئے مہدی کا دعویٰ کرتا ہے۔

اصف خان گجراتی ظاہر بیٹوں میں سے تھا گھبرا گیا اور لوگوں سے کہا انھیں گوشے میں بٹھائیں شیخ ان لوگوں سے ہاتھوں سے نکل کر شیخ ابوالحسن مکی (مکہ شریف کے اللہ کے ولی) کے پاس گئے۔ وہ بھی حیران و پریشان کہ اس وقت تو لوگ ان کی وفات کے منتظر تھے

اتنی قوت اور بہادری کہاں سے آگئی وہ سمجھ گئے آج شیخ علی متقی کسی دوسرے عالم میں ہیں۔

عشق ہر جا کہ سر پر افرازد

پیر صد سالہ را جواں سازد

عشق جس جگہ بھی پال و پر نکالتا ہے سو سال کے بوڑھے کو بھی جوان بنا دیتا ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری شیخ متقی کی عزت افزائی کے لیے کھڑے ہو گئے ورنہ ملاقات کی عادت شریف یہ تھی کہ جب شیخ متقی شیخ ابوالحسن بکری کے پاس مذاکرہ حدیث کے لیے جاتے تھے تو شیخ ابوالحسن مسند سے اتر کر نیچے بیٹھ جاتے تھے آج ان کو مسند کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اوپر بیٹھے اور فرمایا آج ہم اوپر بیٹھیں گے بہت اچھا دن ہے ہماری عزت و سرفرازی کا۔ آج ہماری حکمرانی اور مرتبہ و منصب کا دن ہے۔ شیخ تم گواہی دو کہ میں مہدی ہوں شیخ بکری نے فوراً کہا ہم گواہی دیتے ہیں اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ متقی نے اپنا رخ شیخ بکری کے فرزند کی طرف کر کے ان سے بھی شہادت چاہی انھوں نے کچھ توقف کیا تو ان کے والد نے کہا بیٹے سوچ بچار نہ کرو ان کی تصدیق کر دو کہ یہ شخص صاحب سنت ہے۔

من نمی گویم انا الحق یاری گوید گو

چوں گویم مرا دلدار می گوید گو

میں انا الحق نہیں کہتا یا رکھتا ہے جب میں نہیں کہتا تو میرا دلدار کہتا ہے کہو۔

اس کے بعد فرمایا خیر دار ہم لوگوں کو اس لیے بلا رہے ہیں کہ ہمیں قوت و شوکت حاصل ہو جائے اور اس سے ہم کلمہ اللہ کے اظہار کے قابل ہو جائیں شیخ ابوالحسن نے خادموں کی طرف اشارہ کیا کہ گھر کا دروازہ بند کر دیں۔ شیخ متقی اس بات کو سمجھ گئے انھوں نے جلد اپنے

آپ کو دروازے سے باہر نکالا اور فرمایا بادشاہ کے پاس چلو جو شاہ روم کی طرف سے آیا ہوا ہے اس کو دعوت دیں گے چنانچہ اس کے گھر کا رخ کیا حالانکہ اس کا گھر کبھی دیکھا تک نہ تھا اور اس راستے پر بھی کبھی گئے نہ تھے مگر راستہ ہی میں ان کے قدم اپنے گھر کی طرف بڑھتے گئے۔ گھر میں داخل ہو کر بستر پر پڑ گئے اور اسی سوتے کہ آدھی رات تک انہیں اس عالم کی خبر تک نہیں رہی آدھی رات کے بعد جاگے اور خادم کو بلا یا اور پوچھا تجھے کچھ معلوم ہے کہ آج ہم سے کن باتوں کا ظہور ہوا ہے کچھ نہ وہ سب کیا تھا اس نے کہا حضور وہ سب آپ پر روشن ہے پھر کہنے لگے جو میں نے کہا اور کیا اس سے باز آتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ پھر تید توبہ کی استغفار کیا۔ یہ خبر جب شیخ ابوالحسن بکری کو پہنچی تو وہ تنگ پاؤں جلدی سے شیخ کے مکان پر آ کے مہار کبادی اور بہت خوش ہوئے اور اس واقعہ کے بعد شیخ متقی نے مہدیہ کے رد میں اور اس گمراہ فرقے کے فساد عقیدہ کی تردید میں رسالے لکھے۔

چنانچہ گجرات میں مہدی فرقے (سید محمد جو نیوری کی جماعت) کا زور ہو تو شیخ علی متقی مکہ مکرمہ سے سید محمد جو نیوری کا رد کرنے ہجرت آئے۔ سید محمد جو نیوری ان کی آمد کی خبر سکرٹھر روانہ ہو گئے۔ شیخ علی متقی نے ”علامات مہدی“ کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں ثابت کیا گیا کہ مہدی موعود کی علامات سید محمد جو نیوری میں نہیں پائی جاتیں۔ انھوں نے رسالہ کے آخر میں حرمین شریفین کے ساتھ جید علماء کی رائے بھی دی ہیں جن کے نزدیک سید محمد جو نیوری کا زب اور بطل تھا۔ شیخ وجیہ الدین خلیفہ ارشد شیخ محمد غوث گوالیاری شیخ علی متقی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شیخ علی متقی انسان کی شکل میں فرشتہ تھے ان جیسا متقی دنیا میں پیدا ہونا محال ہے۔

محمد بن عبد اللہ قطان کا دعویٰ مہدیت

یہ ہمارے زمانے کی بات بہت سے عینی شاہد اس واقعہ کے شاید ابھی پاکستان میں بھی زندہ ہوں یہ غالباً ۱۴۰۰ھ کا آغاز تھا کہ ایک جماعت محمد بن عبد اللہ قطانی ایک شخص کی قیادت میں حرم مکہ میں گھس گئی اور سب دروازے بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس وقت لوگ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ جیسے ہی نماز ختم ہوئی کہ اس جماعت کا ایک آدمی زوردار آواز میں اعلان کرنے لگا ”اللہ اکبر مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے“ پھر مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے بار بار یہ اعلان کرتے رہے ان کا دعویٰ تھا کہ عبد اللہ قطانی ہی وہ مہدی ہے جس کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ اس بارے میں اس تو اتر سے رؤیا صالحہ دیکھی گئی ہیں کہ ان کا ظن یقین میں بدل گیا ہے۔ پھر انھوں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان عبد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کی۔

اس دوران حکومت کو خبر لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے حرم شریف کے اندر گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا اور ہوائی جہاز منزل لانے لگے اور ان ہزاروں پر گولہ باری ہونے لگی جن میں جماعت کے مسلح لوگوں نے مورچے بنائے ہوئے تھے۔ کئی روز تک حکومت اور جماعت کے لوگوں کے درمیان گولیاں چلتی رہیں بہت سے بے گناہ حاجی شہید ہو گئے آخر کار جماعت کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے عبد اللہ قطانی قتل کر دیا گیا اور بعد میں جماعت کے سارے لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

وہ جنہوں نے دعویٰ مہدیت کیا بعد میں تائب ہو گئے

اولیس رومی

ملا علی قاری نے کتاب ”المشرّب البوردی فی مذہب المہدی“ میں جو انھوں نے ۹۶۵ھ میں مکہ مکرمہ میں تالیف کی تھی لکھا ہے کہ ایک شیخ نے جس کا نام اولیس تھا سلطان بایزید (ترکی) کے عہد سلطنت میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اس کے ۸۰ خلیفہ تھے۔ ایک دن اس نے تمام خلفاء کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ مجھے اپنے کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے (اسم حادی کے تجلیات کا غلبہ) کہ جس مہدی موعود کا تذکرہ حدیث شریف میں آیا ہے وہ میں ہوں۔ تم لوگ بھی صاحبان باطن ہو لہذا اپنے باطن کی طرف توجہ کرو اور مراقب ہو کر جو میرے متعلق تم پر ظاہر ہو وہ مجھے بتادو۔

تمام خلفاء مراقب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر بولے ہمارے نزدیک آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ کچھ خلفاء نے یہ واقعہ سلطان بایزید سے بیان کیا۔ سلطان نہایت انصاف پسند اور دیندار بادشاہ تھا اس لیے اس معاملے کی تحقیق کو ضروری سمجھا اور وہ اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھا تا اس سے پہلے ہی شیخ اولیس رومی کو اپنے دعوے کے متعلق شک ہوئے لگا جب اس نے صدق دل سے اسزور اپنے باطن کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ القائے شیطانی تھا۔

اس نے فوراً دعوائے مہدیت سے رجوع کیا۔ تو یہی کہ اور اپنے تمام خلفاء کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا سلطان بایزید کو جب یہ خبر ملی تو بہت خوش ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے شیخ کے غلوں اور حسن نیت کی برکت سے اسے شیطان کے چبڑا غوائے نجات بخش۔

شیخ عبداللہ نیازی

شیخ عبداللہ نیازی حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے فرید اور خلیفہ تھے آپ ہی نے خدا شناسی کی آنکھیں روشن کی تھیں۔ عبداللہ نیازی کی حج سے واپس پر سید محمد جو پوری کے کسی خلیفہ سے ملاقات ہوئی اور اس سے متاثر ہو کر مہدی مذہب قبول کر لیا۔ یہ بات انھوں نے اپنے شیخ حضرت سلیم چشتیؒ کو بھی بتائی اگر وہ ایسا کر لیتے یا کم از کم اپنے شبہات ان کے سامنے پیش کرتے تو اس گمراہی سے بچ جاتے۔

شیخ عبداللہ نے مہدوی مذہب اختیار کر کے قصبہ بیانہ ریاست جے پور میں آبادی سے دور ایک باغ کے پاس سکونت اختیار کی۔ دل عشق و محبت کی حرارت سے گزرا اور تعویف سے فطری لگاؤ تھا اس لیے ایک بدعتی فرقے میں داخل ہو جانے کے باوجود بے نفسی کی اب تک یہ حالت تھی کہ خود حوض سے پانی کے گھڑے بھر کر سر پر اٹھا کر لوگوں کے وضو کے لیے لاتے اور راہ گیروں کو سناٹا اور دوسرے لوگوں کو جوہاں آنگلتے جمع کر کے نماز باجماعت ادا کرتے اگر کسی کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں تردد ہوتا تو اس کی تالیف قلب کے لیے کچھ اپنے پاس سے دے کر اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے۔

سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ نیاز یوں کا فتنہ دفع کرنے کے لیے آگرہ سے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب میانہ کے قریب پہنچا تو مخدوم الملک مولانا عبداللہ سلطان پوری نے بادشاہ سے کہا کہ فتنہ صغیر یعنی شیخ علانی سے تو کچھ مدت کے نجات ملی لیکن فتنہ کبیرہ یعنی شیخ عبداللہ نیازی جو شیخ علانی کا پیروں نیاز یوں کا سربراہ ہے ابھی تک سلطنت کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ سلطان سلیم شاہ نیاز یوں کے خون کا پیڑا سا تھا۔

یہ سن کر اس کی آتش غیظ شعلہ زن ہوئی اور حاکم بیانہ کو جو شیخ عبداللہ نیازی کا مرید تھا حکم دیا کہ وہ شیخ عبداللہ نیازی کو حاضر کرے۔

حاکم بیانہ شیخ نیازی کے پاس گیا اور کہنے لگا میری رائے یہ ہے کہ آپ یہاں سے کسی اور جانب نکل جائیں میں بادشاہ سے کوئی بہانہ کر دوں گا۔ شاید بادشاہ کو دوبارہ اس طرف آنے کا اتفاق نہ ہو اور وہ آپ کو بھول جائے لیکن شیخ نے اس کی تجویز کو پسند نہیں کیا اور کہا کہ بادشاہ غیور ہے اگر میں زیادہ دور چلا گیا اور پھر میری طلبی ہوئی تو زیادہ پریشانی کا سامنا ہوگا۔ بادشاہ ابھی دس کوس کے فاصلہ پر ہے اس لیے بہتر یہ کہ ابھی جا کر ملاقات کر لوں۔ مرضی مولاً تو۔ یہاں اور وہاں حال اور مستقبل سب میں یکساں ہے۔ غرض حاکم بیانہ کے ہمراہ شیخ نیازی بادشاہ کے سامنے آئے بادشاہ اس وقت کوچ کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا۔ شیخ نیازی بے باکانہ گردن اٹھائے بادشاہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور کہا اسلام ملک۔ حاکم بیانہ نے جو شیخ کو بادشاہ کے غضب سے بچانا چاہتا تھا شیخ کی گردن پکڑ کر پیچھے جھکائی اور کہنے لگا بادشاہ کو اس طرح سلام کرتے ہیں شیخ نیازی بولے میں تو سلام مسنون کا پابند ہوں اس کے سوا میں اور کوئی سلام نہیں جانتا۔

بادشاہ نے غصہ سے حکم دیا اس کی پٹائی کرو۔ جب تک حواس بجا رہے شیخ یہ آیت پڑھتے رہیں: ”ربنا اغفر لنا ذنوبنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين“ سلیم شاہ نے پوچھا کیا کہہ رہا ہے۔ مخدوم الملک نے جواب دیا آپ کو اور مجھے کافر کہہ رہا ہے۔ بادشاہ نے طیش میں آکر مزید زد کو پکڑنے کا حکم دے کر لشکر سمیت روانہ ہوا اور لوگ شیخ نیازی کو بے ہوش کی حالت میں اٹھا کر لے گئے۔

شیخ عبداللہ نیازی نے بیانہ سے رخصت ہو کر جہاں گردی اختیار کی۔ اور عرصے تک اطراف و اکناف عالم کی سیاحت کرتے رہے لیکن انجام کار توفیق الہی نے آخر عمر میں مہدویت سے تائب کر کے اہل حق کی صف میں لا کھڑا کیا اور سر ہند میں گوشہ نشین ہو کر یا الہی میں مصروف ہوئے۔

کچھ عرصے کے بعد اکبر بادشاہ نے شیخ عبداللہ کو سر ہند سے اپنے پاس بلایا اور کچھ عرصے ان کی صحبت میں رہا بادشاہ نے شیخ سے ان کے مہدی ہونے کے متعلق دریافت کیا انھوں نے اس مذہب سے اپنی براءت ظاہر کی اور کہا کہ ابتداء میں مجھے اس فرقے کی کچھ باتیں بظاہر بہت اچھی معلوم ہوئیں لیکن کچھ زمانے کے بعد جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو میں بیزار ہو کر تائب ہو گیا۔ بادشاہ نے ان کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

اس کے بعد جب اکبر بادشاہ حازم انک ہوا تو سر ہند پہنچ کر شیخ عبداللہ نیازی سے دوبارہ ملا اور کچھ زمین مدد معاش کے طور پر دینا چاہی لیکن شیخ نے انکار کیا۔ اکبر نے زبردستی ایک قطعہ زمین ان کے نام کر دیا لیکن شیخ کی ہمت بلند تھی اس لیے خود کبھی اس زمین سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ساری عمر توکل اور تقاعد پسندی میں گذاری آخر ۱۰۰۰ھ میں نوے سال کی عمر میں موت سے ہم آغوش ہو گئے۔

احمد بن عبداللہ ملتئم

یہ شخص ۶۵۸ھ میں قاہرہ مصر میں پیدا ہوا اور بڑا عوا تو ابتداء کی تعلیم کے بعد شیخ تقی الدین ابن دینی کی خدمت میں فقہ شافعی کی تحصیل اور سماع حدیث میں مشغول ہوا۔ تیس سال شیخ تقی الدین کے حلقہ درس میں حدیث نبوی مستنار ہا علاوہ نازیں افراطی سے صحیح

مسلم اور شیخ تقی الدین سے متعدد بڑی بڑی کتابیں سنیں۔ ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد اس نے عبادت دریاضت کا طریقہ اختیار کیا۔

جو شخص عبادت ریاضت اور مجاہدات کا طریقہ اختیار کرتا ہے اہلیس کی طرف سے اس کو اپنا آلہ کار بنانے کی تدبیریں شروع ہو جاتی ہیں۔ اہلیس کا لشکر مختلف نوری شکلوں میں رونما ہوتا ہے اور طرح طرح کے ہنر باغ دکھا کر اور مدارج علیا کے مزے سنا کر راقیوں سے بھگانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کسی میحاشس فرشد کامل کا سایہ سر پر ہو تو عابد شیطانی چالوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ وہ ایسی بڑی سختی دیتا ہے کہ عابد صراط مستقیم کی جبلتیں کو ہاتھ سے چھو کر ہلاکت کے اسفل السافین میں جا پڑتا ہے۔

اگر کسی عابد کو کوئی شیخ نہ ہو تو اہلیس کے لشکر سے محفوظ رہنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت اور مسلک سلف صالح کی میزان حق کو مضبوطی سے تھامے رہے اور ہر چیز کو اسی کوئی پر کرے اور اپنے تمام الہامات اور انکشافات کو اسی عینک سے دیکھے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ بہت سے عابد نوری شکلیں دیکھتے اور طرح طرح کی دل آویز آوازیں سنتے ہیں تو اپنی عقل کی پوچھنی کھو بیٹھتے ہیں اور کتاب وسنت اور مسلک سلف صالح کے معیار حق کو بھول کر اپنی بدبختی سے کچھ تیلی کی طرح ان کے سامنے مانپنے لگتے ہیں۔ جب عبد اللہ قسم پر شیطان کا حملہ ہوا تو عام عباد کی طرح اس کا مزاج بھی اعتدال سے ہٹ گیا چنانچہ لمبے چوڑے دعوے کرنے لگا پہلے کہا میں نے خداوند عالم کو بارہا خواب میں دیکھا ہے یہ تو خیر کچھ بعید نہ تھا کیونکہ اہل اللہ رب العالمین کو خواب میں بے کیف دیکھا کرتے ہیں لیکن اس کے بعد اس نے یہ رٹ لگانی شروع کی کہ مجھے حالت بیداری میں ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی

اور آسمانوں کو عبور کر کے میں سدرۃ المنتہی تک اور وہاں سے عرش عظیم تک پہنچا اس وقت جبریل امین اور ملائکہ کا ایک جم غفیر میرے ساتھ تھا۔ خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوا اور مجھے بتایا کہ تم مہدی ہو۔ ملائکہ نے مجھے بڑی بڑی بشارتیں دیں اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور فرمایا تم میرے فرزند ہو اور تم ہی مہدی موعود ہو۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرو اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دو۔

جب احمد کے ان بلند باگ دعویٰ کی شہرت ہوئی تو قاہرہ کے حاکم نے اس کو گرفتار کر کچیل میں ڈال دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے قید خانے میں جا کر اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اس دوران اس کے استاد شیخ تقی الدین ابن وقیف اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس نے پانی کا گھڑا اور کھانے کے برتن تو زردیے میں اور لوگوں پر حملہ آور ہو رہا ہے قاضی صاحب نے اس کو دیوانہ قرار دیکر رہا کر دیا جب شیخ نصیر کو اس کی اطلاعی ملی تو وہ سخت ناراض ہوئے اور تیسرے سے جو اس کا معتقد تھا اس کی شکایت کی اور مشورہ کیا کہ زہر دے کہ اس کو مار دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد اس کو پاگل خانے میں بھیج دیا گیا وہاں بھی اس کو زہر دیا گیا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہی چیز ایک واجب القتل قیدی کو پلائی گئی تو وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔

لیکن مقام مسرت ہے کہ کچھ زمانے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ کیوں کہ ہوا یہ معلوم نہ ہو سکا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں جن کے ظہور کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے بلکہ میں صرف اس معنی میں مہدی ہو کہ اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے۔ اسی سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

سید محمد نور بخش جو چوہدری

سید محمد نور بخش جو چوہدری مغلوب الحال اولیاء میں سے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے علم حال و وجود میں دیکھا کہ ایک شخص ان سے خطاب کر رہا ہے انت مہدی یعنی تو مہدی ہے وہ اس خطاب کو مخاطب اللہ سمجھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے اور یہ کہنا شروع کیا کہ میں وہی ہوں جس کی بشارت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور کچھ زمانے تک اس دعوے پر قائم رہے۔ ہزار ہا لوگوں نے ان کو مہدی تسلیم کر لیا۔ پھر جب وہ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں ان پر یہ حقیقت اشکارا ہوئی کہ وہ مہدی موعود نہیں ہیں بلکہ مہدی اس معنی میں ہیں کہ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینے اور ان کی رہنمائی میں ہدایت یافتہ ہیں۔ اس کشف کے بعد وہ اپنے مہدی ہونے کے دعوے سے تائب ہوئے اور اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ اس اعتقاد سے توبہ کریں اور کہا سترج سے واپس ہو کر میں اعلان عام کر دوں گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور میں مہدی موعود نہیں ہوں اگر ان کا وقت قریب تھا چنانچہ اثنائے سفر میں ہی سزا آخرت اختیار کیا۔ وہ مرید جو سفر میں ساتھ تھے انھوں نے آکر اعلان کیا کہ سید محمد نور بخش نے اپنی وفات سے پہلے دعویٰ مہدیت سے توبہ کر لی تھی بعض لوگ اس عقیدے سے تائب ہوئے اور بعض پہلے عقیدے پر اڑے رہے۔ مؤرخ الذکر جماعت کو ”نور بخش“ کہتے ہیں۔

وہ لوگ جو مہدی کی حیثیت سے ساری دنیا میں مشہور ہوئے

تاریخ میں دو نام اور دو شخصیتیں ایسی ملتی ہے جنھوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ہزار ہا لوگوں نے ان کو مہدی تسلیم کر لیا۔ انوں اس عقیدے پر آخر تک جھج رہے اور

اسی پر فوت ہوئے اس میں ایک تھے سید محمد جو چوہدری اور دوسرے تھے محمد احمد المعروف بہ مہدی سوڈانی۔ دونوں دعویداروں کے حالات بڑی تفصیل سے تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ہم یہاں قارئین حضرات کی معلومات میں اضافے کی عرض سے ان کی خاص خاص باتیں مختصر کر کے پیش کرتے ہیں۔

محمد احمد مہدی سوڈانی

محمد احمد سوڈانی ۱۸۳۸ء اور یاے نیل کے قریب موضع جنگ میں پیدا ہوئے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ بتایا جاتا ہے۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا پھر خرطوم میں دینی علوم کی تحصیل کرتا رہا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر سختی سے عمل کرتا تھا اس جبرائت اور حق گوئی کی بدولت عوام میں اس کو ایسی مقبولیت حاصل ہو گئی کہ بڑے بڑے اصحاب ثروت و اقتدار کی جہیں نیاز اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوئی یہاں تک کے بخارا کے شیوخ نے جو اپنے برابر دنیا میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے بڑے فخر سے اپنی لڑکیاں عقد ازواج کے لیے پیش کیں۔

محمد احمد نے سوڈان کے تمام ممتاز لوگوں کے نام اس مضمون کے خط بھیجنے شروع کیے جس مہدی موعود کے آنے کی حدیث میں بشارت ہے وہ ہیں ہوں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ معاشرے کی خرابیوں کو دور کر کے دنیا کو عدل انصاف سے بھر دوں۔ محمد احمد نے رمضان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں سوڈان اور مصر میں اس کو طوفانی بولنے لگا۔

محمد احمد نے جہاد کی سبیل اللہ کی دعوت دی تو لوگ جو حق درج حق اس میں شرکت کی غرض سے آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ یہ سب حالات دیکھ کر

حکومت کو پریشانی لاحق ہوئی اور سوڈان کے گورنر جنرل رؤف پاشا نے محمد احمد کو ہلاک کر بات کرنے کے لیے اپنا آدمی بھیجا مگر محمد نے آنے سے انکار کر دیا یہاں سے حکومت اور مہدی سوڈانی کے درمیان لڑائیوں کا آغاز ہوا اور ہر جنگ میں محمد احمد کو فتح نصیب ہوتی رہی۔

پہلی جنگ: رؤف پاشا نے حکومت مصر کی منظوری سے تین سو سپاہی دو عدد توپوں کے ساتھ ایک جنگی جہاز سے روانہ کیے جنگ شروع ہوئی۔ توپ دار کو گولے دانسنے کا حکم ملا مگر وہ محمد احمد کی مقدس صورت دیکھ کر سہم گیا اور ہوا میں فائر کرنے لگا تھوڑے عرصے میں حکومت کی فوج اس طرح شکست سے دو چار ہوئی کہ ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا۔

دوسری جنگ: چودہ مہینوں کا ایک لشکر محمد احمد کی تلاش میں ایک پہاڑی علاقے میں گیا اور ایک مہینہ تک جنگوں اور پہاڑوں میں ٹکریں مارتا رہا لیکن محمد احمد کا پتہ نہ پاسکا آخر اس تلاش اور جستجو میں بھوک پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔

تیسری اور چوتھی جنگ: تاریخ میں دو جنگوں کا ذکر ہے مگر اس کی تفصیل نہیں تھی صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ دونوں ہم نام کا کام میں بلکہ تمام فوجیں ^{محمّد}جستجو سے نالود ہو گئیں۔

پانچویں جنگ: ۱۸۸۱ء کو رشید بے ایک لشکر کے ساتھ محمد احمد کے خلاف لڑنے نکلا مگر یہ لشکر بھی شکست سے دو چار ہوا اور بہت سامان جنگ محمد احمد کے ہاتھ لگا۔

چھٹی جنگ: شلای نامی ایک فوجی جنرل نے مہدی کے خلاف چھ ہزار کا لشکر تیار کیا اور ۱۸۸۲ء میں زبردست مقابلہ کے بعد یہ لشکر بھی شکست کھا گیا بہت کم لوگ زندہ بچے اور زبردست مال غنیمت اور سامان حرب محمد کے ہاتھ لگا۔

ساتویں جنگ سے پہلے شکست پھر فتح؟ ۱۸۸۲ء کو مہدی نے شہر انیض پر حملہ کیا شہر

پناہ چونکہ مضبوط اور مستحکم تھی اس لیے مہدی کی فوج کو پہلی مرتبہ سخت نقصان اٹھانا پڑا ہزار ہا آدمی ہلاک ہوئے جن میں اس کا بھائی محمد احمد بھی تھا بعد میں ملک ملنے کے بعد مہدی نے شہر کا محاصرہ کیا اور ان کی رسد کاٹ دی ساڑھے چار مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر والوں نے تنگ آ کر خود کو مہدی کے سپرد کر دیا اس جنگ میں بھی کثیر تعداد میں سامان جنگ اور غلہ وغیرہ مہدی کے ہاتھ آیا اور مہدی کا ستارہ اقبال بلندی پر چمکنے لگا اور روزانہ ہزاروں آدمی اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے لگے۔ اس کے سوا غلہ کا خلاصہ ترک دنیا اور رجوع الی اللہ تھا وہ خود بھی انتہاء درجہ کی زہادانہ زندگی بسر کرتا تھا اس نے ۱۳۰۱ء میں عوام کے لیے ایک منشور (فرمان) شائع کیا جو سراسر قرآن و سنت کی تعلیمات پر مشتمل تھا۔

مہدی سوڈانی کی فتوحات: کامیابیاں اور لوگوں کی عقیدت مندی کو دیکھ کر سوڈان کے گورنر نے انگریزی حکومت کو رپورٹ دی کہ اگر مہدی کے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کی گئی تو تمام ملک پر اس کا قبضہ ہو جائے گا۔

بہر پورٹ پڑھ کر مصر اور انگلستان میں ہر طرف مایوسی چھا گئی آخر کار ایک انگریز سپہ سالار جنرل بکس کے ماتحت ایک زبردست فوج جس کی تعداد گیارہ ہزار تھی مہدی کے مقابلے کے لیے نکلی۔

آٹھویں جنگ: مہدی کی فوج جنرل بکس کے لشکر پر اس طرح حملہ آور ہوئی جیسے شیر اپنے شکار پر گرتا ہے۔ انگریزی فوج کی قوائد پر یڈ اور توپیں کسی کام نہ آئیں اور مہدی کی فوج نے تمام انگریزی فوج کا صفایا کر دیا۔ جنرل بکس اس کے تمام یورپی افسر مارے گئے تین سو آدمیوں کے سوا جو درختوں کے پیچھے یا لاشوں کے پیچھے چھپ گئے تھے زندہ بچے باقی

سب ہلاک ہو گئے۔

مہدی کی اس شاندار فتح سے لوگ اسے سچا مہدی سمجھ کر حصول سعادت کے لیے اس کی فوج میں داخل ہونے لگے۔ مہدی کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہونے بھی لوگوں کا شک یقین میں بدل گیا۔

بزل ہکس کی ہلاکت خیر شکست سے قاہرہ اور لندن میں سخت اداسی چھا گئی۔

نویں جنگ: انگریزی حکومت نے بزل ویلنٹائن کی زیر قیادت پھر ایک زبردست لشکر تیار کر کے مہدی کے مقابلے کے لیے بھیجا جس کو مہدی کے ایک سپہ سالار عثمان وغنہ نے بارہ سو جانثاروں کے ساتھ مل کر پکڑ دیا بزل ہکس کے سوا تمام انگریز افسر مارے گئے۔ چار توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار ہندو قس عثمان وغنہ کے ہاتھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئیں۔

خرطوم کا محاصرہ: مہدی سوڈانی کی مسلسل کامیابیوں اور فتح نے حکومت برطانیہ کو لرزہ بر اندام کر رکھا تھا۔ وزیر اعظم برطانیہ مشر گلڈ اسٹون نے بزل گاؤن جو انتہائی زیرک اور تجربہ کار آدمی تھا خرطوم کا گورنر بنا کر بھیجا اور اس کے بعد لاؤ ولزلی کو حکم دیا کہ تم جا کر بزل گاؤن اور سرکاری فوج کو کسی طرح خرطوم سے صحیح سلامت نکالنے کا بندوبست کرو اور اس کے بعد سوڈان کو خالی کر کے اس کی قسمت مہدی سوڈانی کے حوالے کر دی جائے کیونکہ مہدی کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ حکومت برطانیہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور سوڈان کو اس کے حوالے کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

اسی اثنا میں مہدی کا لشکر خرطوم تک پہنچا اور شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ محاصرہ کے

چار مہینے کے بعد بزل گاؤن نے لاؤ ولزلی کو یہ پیغام بھیجا ”ہماری فوج قلت خوراک کی وجہ سے انتہائی پریشان اور مایوس ہو رہی ہے۔ تھوڑا بہت آنا اور کچھ سکٹ باقی رہ گئے ہیں جلد ہماری مدد کو آؤ۔“

جب محاصرے میں طول کھینچا اور خرطوم میں انگریزی فوج کی حالت انتہائی مایوس اور قنوطیت کے درجہ پر پہنچ گئی تو اہل شہر نے جو مہدی کی حمایت کا دم بھرتے تھے مہدی کو پیغام بھیجا کہ اب انگریزی فوج میں دم نہیں ہے اس لیے شہر پر فوراً حملہ کر دینا مناسب ہے چنانچہ مہدی خرطوم پر حملہ کر کے اپنی توپوں کے دہانے کھول دیے۔ بزل گاؤن نے اپنی کوشش کی مگر شکست کھائی اور ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کی رات کو مہدی کی فوج نے خرطوم پر قبضہ کر لیا کچھ سپاہیوں نے سرکاری کوشی میں گھس کر بزل گاؤن کو قتل کر کے اس کا سر مہدی کو پیش کیا۔

قدرت کی کرشمہ سازیاں دیکھتے کر وہ مغرور اور پر شکوہ سلطنت برطانیہ جو اپنے وقت کی واحد سپر پاور تھی جس کی فوجی طاقت اور جنگی حکمت عملی کا لوہا ساری دنیا مانتی ہے مہدی سے مسلسل شکستیں کھا کر کس طرح سوڈان خالی کرنے پر مجبور ہوئی جبکہ مہدی کے پاس نہ تو کافی سامان جنگ اور اسلحہ میسر تھا اور نہ جدید توپیں بلکہ اکثر لڑائیوں میں انھوں پر انی ہندو قس استعمال کیں لیکن زیادہ تر وہ تیزوں اور تلواروں ہی سے لڑتے رہے اور اس سے برطانیہ، ہندوستان، مصر اور آسٹریلیا کی بہترین تربیت یافتہ فوجوں کے چٹکے چھڑا دیے۔

خرمین اور بیت المقدس پر نظریں: جب خرطوم فتح ہو گیا اور انگریزی فوجیں سوڈان خالی کر کے مصر چلی آئیں تو ان لوگوں کو بھی محمد احمد کے مہدی موعود ہونے کا یقین ہو گا جو اب تک اس بارے میں شک میں مبتلا تھے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ مہدی کے خلاف جو لشکر

بھی آیا وہ شکست کھا کر تباہ ہو گیا جس شہر کا اس نے محاصرہ کیا اسے فتح کیا۔

جرتی زیدان نے لکھا ہے کہ جب مہدی سوڈان کا حکمران ہو گیا تو بڑے بول بولنے لگا کہ میں جو کچھ کرتا ہوں حکم الہی سے کرتا ہوں اور کہتا تھا کہ مغرب مشرق مغرب میں میری حکومت پھیل جائے گی اور روئے زمین کے ملک و سلاطین میرے سامنے سر نیاز خم کریں گے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں مغرب کے معظمہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس کو فتح کروں گا پھر کوفہ جاؤں گا اس وقت میرا بیاناہ حیات لبریز ہو جائے گا اور کوفہ میرا دفن بنے گا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔

مہدی کی موت: خرطوم کی فتح کے چند ہی مہینے کے بعد مہدی بخارا یا چچک میں مبتلا ہوا اور ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو ملک عدم روانہ ہو گیا اس وقت اس کی عمر کل ۳۷ سال تھی۔ اس واقعے سے شہر میں ایک کہرام مچ گیا ہزار ہا آدمی میں شریک ہوئے۔ اس کی قبر اس پلنگ کے نیچے بنائی گئی جس پر اس نے اپنی جان ملک الموت کے سپرد کی تھی۔

مہدی کا مقبرہ: مہدی کا مقبرہ ام درمان کی بہترین عمارت ہے۔ اس کا سنگ بنیاد مہدی کے خلیفہ عبداللہ کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا۔ پھر خرطوم سے لاکر دریائے نیل کے کنارے جمع کیے گئے تھے اس موقع پر تقریباً تیس ہزار آدمی جمع تھے۔ پہلے خلیفہ ایک پتھر اپنے کاندھے پر اٹھا کر قبر کے پاس لایا پھر ہر شخص ایک ایک پتھر اٹھالانے کے لئے دوڑا اس افراتفری میں بہت سے لوگ زخمی ہوئے مگر لوگوں نے اس تقریب میں تکلیف اٹھانے کو اپنی سعادت خیال کیا اس طرح مہدی کا ایک نہایت شاندار اور پر شکوہ مقبرہ خرطوم میں تعمیر کیا گیا۔

مقبرہ مہدی اور لاش کی بے حرمتی: مہدی کی وفات کے چند روزوں کے بعد انگریزوں نے سوڈان کو دوبارہ فتح کر لیا اور مہدی کے طرفداروں اور مریدوں کو چین چین کر قتل کیا۔ تین دن تک شہر میں انگریزی فوج قتل اور لوٹ مار کرتی رہی اس وحشیانہ انتقام میں مہدی کا مقبرہ جو ایک نہایت قیمتی اور خوبصورت عمارت تھی اور تمام اہم افریقہ میں اعلیٰ درجوں کی عمارتوں میں شمار ہوتی تھی توپوں سے اڑا دیا گیا اس کے گنبد پر گولہ باری کی گئی چار دیواری کو آگ لگا دی گئی اور مہدی کی قبر کھود کر مہدی کی لاش سے جنرل گارڈن کے خون کا انتقام لیا گیا اس طرح کہ لاش کا سر کاٹ کر گارڈن کے پیچھے کودیا گیا جو اس وقت انگریزی فوج میں افسر تھا اور باقی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریائے نیل میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح برطانیہ کے سب سے ممتاز آدمی نے اپنی شجاعت اور جوان مردی کا یہ ثبوت پیش کیا کہ جس بہادر شخص کی زندگی میں اس پر بس نہ چلا تھا اس کی وفات کے بعد اس کی لاش سے انتقام لے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

مہدی کی تعلیمات: محمد احمد سلطنت حاصل کرنے کے بعد بھی شعائر الہی کا دیباہی یاس و لحاظ کرتا تھا جیسا کہ وہ اپنے آغاز گوشہ نشینی میں کرتا تھا۔ احکام خداوندی کی پابندی میں بوخت گیر تھا۔ شراب خورد کو روئے لگوانا۔ چوروں کے ہاتھ کو اتارنا اور زانی پر بھی حد شرعی جاری کرنا۔ رمضان المبارک کا اتنا احترام کرتا کہ بغیر شرعی عذر روزہ نہ روکنے کی سزا اس نے موت مقرر کی تھی ان تعزیرات کی برکت سے چند ہی روز کے اندر ہر قسم کے جرائم اور فسق کا خاتمہ ہو گیا۔ مسجد نمازیوں سے بھر گئیں ہر طرف قرآن و سنت کے احکامات کا چرچا تھا۔ اس نے چاروں فقہی مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کو جمع کر دیا تھا۔ فرعی

اختلافات کی صورت میں تقیہ کی کوشش کی جاتی تھی اور قدر مشترک کو لے لیا جاتا تھا۔

یہاں شادی کی تقریب میں ہر قسم کے اجتماع کی ممانعت کی اور حکم دیا کہ شادی کے موقع پر لوگوں کو کھانے کی دعوت نہ دی جائے۔ مہر کی مقدار بھی مقرر کر دی۔ ویسے کھانے میں صرف کھجور اور دودھ مقرر کیا رقص و لعب کی بڑی سختی سے بندش کی مخالفت کرنے والے کو کوڑے لگائے جاتے تھے۔

رج کعبہ کی ممانعت کر دی یہ ممانعت شاید اس اندیشے پر مبنی ہو کہ مبادا سوڈان کے باہر کے لوگوں سے اس کے معتقدین کا ملنا جلنا اس کی تعلیمات اور اس کے ملک پر اثر انداز ہو۔ جو کوئی اس کے مہدی موعود ہونے سے انکار کرتا یا شک و شبہ کا اظہار کرتا اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جاتا۔ فرد جرم عاید کرنے کے لیے دو گواہوں کی شہادت کافی تھی اور بعض دفعہ مہدی کا یہ کہہ دینا ہی کفایت کرتا تھا کہ مجھے یہ بات بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہے۔

اس نے ان تمام کتابوں کو نذر آتش کر دیا جو اس کی تعلیمات کے خلاف تھیں اس سے معلوم ہو گا کہ جہاں اس کی ذات اور تعلیمات میں بہت سی خوبیاں تھیں وہاں بہت سے منکرات اور بدعات بھی تھیں خصوصاً حج بیت اللہ سے روکنا بہت بڑی گمراہی تھی اور اگر یہ ممانعت فریضہ حج کے انکار پر مبنی تھی تو محمد احمد اپنے تمام ہمتیوں کے ساتھ دائرہ اسلام نے خارج قنارہ نشین اور گناہ کبیرہ ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

سید محمد جوینیوری

سید محمد ۸۲۷ھ میں جون پور میں پیدا ہوا۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور

بارہ سال کی عمر میں تمام علوم دہریہ سے فارغ ہو کر "اسد العلماء" کا خطاب حاصل کیا۔ شیخ دانیال کے ہاتھ پر خاندان چشتیہ میں بیعت کی۔ مجاہدات ریافت، جلد کشی، ذکر اذکار کے سوا کوئی کام میں دلچسپی نہیں لیتی تھوڑے ہی عرصے میں عقیدت مندوں کی بھیڑ لگ گئی اور سید کے ترک دنیا اور انتقام عن الخلق کا غلط فہم بلند ہونے لگا یہاں تک کہ سید کی ذات مرجع خواص و عوام بن گئی۔

سید نے اپنے مریدوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے الہام ہو رہا ہے کہ جس مہدی کی حدیث شریف میں بشارت دی گئی ہے وہ میں ہوں۔ مہدیہ لکھتے ہیں کہ سید نے عالم رویا میں یا نیم بیداری کی حالت میں ایک شخص کو دیکھا ہے چہرے پر آثار تقدس اور بزرگی ظاہر تھے وہ سید کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ "تو ہی مہدی موعود ہے" جو چند کا علاقہ ریاست وانا پور کی عملداری میں داخل تھا جہاں کا مسلمان حاکم سید امیر حسین ریاست کے راجہ دیپ رائے کو خراج ادا کرتا تھا۔ امیر حسین نے سید محمد کا شہرہ سنا تو ایک دن عسکر کے یہاں آکر سید کے چہرے پر دیکھا ڈالنے ہی اس کا مرید ہو گیا اور سید محمد کو عاجز اندر درخواست کر کے اپنے ساتھ وانا پور لے گیا۔ سید کو وانا پور میں تبلیغ اسلام کا بہت اچھا موقع مل گیا۔ اور سینکڑوں دھندو اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

سید امیر حسین نے سید محمد سے کہا کہ وہ راجہ دیپ راؤ کو خراج ادا کرتا ہے کیا اچھا ہوا اگر میں اس غلامی سے آزاد ہو جاؤں جنگ کرنے کی مجھ میں قوت نہیں ہے کیونکہ راجہ بے انتہا فوج اور سامان حرب رکھتا ہے۔ سید محمد نے اس سے کہا راجہ کے خلاف جہاد کرو سامان حرب ہمارا اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے تم تیاری کرو میں اور میرے سارے درویش تمہارے ساتھ اس جنگ میں شریک ہو گئے انشاء اللہ نصیب ہوگی۔ چنانچہ تھوڑی بہت تیار کے بعد سید

محمد جو چوری اور اس کے درویشوں کے ساتھ امیر حسین اور راجہ دپ کے درمیان گھسان کا رن پڑا۔ سید محمد اور اس کے درویشوں نے کمال چابازی سے راجہ کی فوج کی صفیں الٹ دیں۔ سید محمد جو چوری صفوں کو چیرنا پھانڑنا راجہ دپ رائے تک پہنچ گیا اور نکوار کے ایک ہی وار سے راجہ کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

ایک عجیب واقعہ: سید محمد جو چوری کی نکوار راجہ کے بدن پر کچھ اس طرح لگی کہ اس کا دل سینے سے باہر نکل پڑا۔ سید محمد نے اس کو دیکھا تو اس پر اس بت کی تصویر نقش تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ یہی واقعہ سید کے جذب اور استغراق کا ذریعہ بن گیا کہ جب معبود باطل اس قدر اثر رکھتا ہے تو معبود حقیقی کی تاثیر کیا کچھ اثر رکھتی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ سات برس تک سید کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوئی ہر وقت جذب و استغراق کی حالت طاری رہتی تھی کافی عرصے کے بعد آفاقہ ہوا۔

سید محمد کے اسفار: سید وانا پور سے چندیری گیا وہاں اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی ہزاروں لوگ اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے مگر جب وہاں کے علماء حق کو سید کے دعوے مہدویت کی خبر ہوئی تو بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہوا اور سید کو وہاں سے نکل دیا گیا۔ سید یہاں سے نکل کر شرمندو (ریاست مالوہ) میں آکر مقیم ہو کر اپنے عقائد کی تبلیغ میں مشغول ہوا۔ سلطان غیاث الدین کا فرزند سلطان ناصر الدین اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا اور بادشاہ کا مصاحب اللہ داد سید پر ایسا فریضہ ہوا کہ سفر و حضر میں تادم مرگ سید کے ساتھ رہا اور اس کا چھٹا خلیفہ بنا۔

مندو سے روانہ ہو کر سید گجرات آیا اور ایک جامع مسجد میں قیام کیا۔ یہاں بھی سید کی بزرگی ترک دینا اور تجرد کا وہ غلطہ ہوا کہ سلطان محمود دیکر وہ جیسا خدا پرست بادشاہ بھی سید

کی خدمت میں آکر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ سلطان بیکہ سید کے حلقہ ارادت میں شامل ہونا چاہتا تھا مگر وہاں کے چند علمائے حق جو سید سے مل چکے تھے۔ انھوں نے سلطان کو بتایا کہ یہ شخص مہدی موعود ہونے کا مدعی ہے اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اس لیے سلطان اپنے ارادے سے باز آیا۔

اب سید احمد گراشر میں وارد ہوا۔ یہاں اس کی تحریک سے لوگ پہلے ہی سے آشنا تھے اور اس کا انتظار کر رہے تھے اس لیے یہاں اس کا استقبال بہت گرم جوشی سے ہوا۔ یہاں تک کہ خود سلطان نظام احمد شاہ سید کا مرید ہو گیا بادشاہ کے مرید ہونے سے سید کا آستانہ مرجع خاص و عام بن گیا۔

بادشاہ اولاد سے محروم تھا فرزندگی کی آرزو میں سید کے پاس آکر دعا کا طالب ہوا اور سید کی دعا سے وارث تخت و تاج پیدا ہوا جو بعد میں برہان نظام الملک کے نام سے احمد کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ فرقہ مہدویہ سے کمال حسن اعتقاد رکھتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی قمر طلعت لڑکی سید محمد کے پوتے میراں جی کے ستہ میں دے کر اس کو اپنی دامادی کا اعزاز بخشا۔

سید محمد ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتا تھا اس کا نصب العین ملک کے اطراف و اکناف میں پھر کر اپنی خانہ ساز مہدیت کی تبلیغ کرنا تھا لہذا اب وہ احمد نگر سے کوچ کر کے احمد آباد آ گیا۔ کچھ دن احمد آباد میں رہنے کے بعد حیدر آباد دکن میں گلبرگہ کے لیے رخصت سفر باندھا اور وہاں جاکر سید خواجہ گودراز کے مزار مبارک پر قیام کیا۔ وہاں کے علماء کو جب خبر ہوئی تو بادشاہ سے شکایت کی کہ اس شخص کے جھوٹے دعووں نے مذہب اسلام میں بڑا فساد مچایا ہے وہ گلبرگہ سے بھی نکالا گیا۔

سید محمد گلبرگہ سے عازم حج ہوا وہاں پہنچ کر اس کو یہ حدیث یاد آئی لوگ مہدی کے ہاتھ پر کرن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے چنانچہ اس نے بھی اسی مقام پر کھڑے ہو کر دعوئی کیا ”ومن تبعہنی فھو مومن“ یعنی جس کسی نے میری پیروی کی وہ مؤمن چنانچہ بہت سے لوگ اس کو سچا سمجھ کر بیعت ہو گئے۔

جب سید کے دعوے مہدویت اور انواء حق کا چرچا زبان زد خاص و عام ہوا تو گجرات کے علماء و مشائخ نے گجرات کے بادشاہ سلطان محمود سے شکایت کی ایک شیخ نووارد لوگوں کے ایمان پر ڈاک ڈال رہا ہے۔ اور اس کے وجود سے بے شمار مفاسد اور دین کے عقیدوں میں خرابی پیدا ہو رہی ہے تو سلطان نے اس کو گجرات سے اخراج کا حکم دیا اس طرح اس شہر میں ایک بڑھتے ہوئے طوفان کا زور کم ہو گیا۔

اب سید گجرات کے ایک دوسرے شہر نہروالہ میں اپنے رفقاء کے ساتھ مقیم ہو گیا لیکن عرصے کے بعد یہاں سے بھی نکالا گیا۔ جب کسی حاکم شہر کی طرف سے سید کے اخراج کا حکم ہوتا تو کہتے گستاخ کا مجھے خدا کا گناہ یہاں سے رخصت ہونے کے لیے پہلے ہی آچکا ہے۔ یہاں سے خارج ہو کر سید ناگور سے سندھ کے شہر نصر پور پہنچا یہاں پہنچ کر سید کے کثیر التعداد مریدین جو اس دین جدید کی تختیاں جھیلنے جھیلنے سخت بیزار اور بد اعتقاد ہو گئے تھے اس کی رفاقت ترک کر کے گجرات واپس چلے گئے۔ بی بی شکر خانو سن سید کی ایک اہلیہ بھی ان جانے والوں میں شامل تھی۔

سید نصر پور سے سندھ کے شہر ٹھٹھ آیا تو یہاں کے علماء جو پہلے ہی اس کے باطل مذہب سے واقف تھے انھوں نے اس کو ایک پیغام بھیجا کہ اہل سندھ کو بے دین بنانے سے باز آ جا ورنہ ہمارا ایک دانہ بھی اناج کا تحصیل نہیں مل سکے گا۔ سید نے اس پیغام پر توجہ دیے

بغیر اپنی مہدویت کا پرچار شروع کر دیا نتیجے میں اس کی رسد ہند کر دی گئی اور چوراس آدمیوں نے جو سید کے مرید تھے بھوک اور قاف کشی کے سبب ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر جان دیدی۔

انجام کار جب سید نے دیکھا کہ اس پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور جہاں جاتا ہے نکالا جاتا ہے اور ہندوستان کی کوئی ریاست اسے پناہ دینے پر آمادہ نہیں تو اس نے بوسو آدمیوں کے ساتھ خراسان کا رخ کیا اور سید قاتلہ جاپنچا۔ جب حاکم قندھار کو سید کے عقائد کا علم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جمعہ کے دن سید کو جامع مسجد میں طلب کر کے علمائے اسلام سے بحث کرائی جائے چنانچہ مناظرہ ہوا علمائے اسلام نے نہایت ترش روئی اور سختی سے گفتگو شروع کی لیکن سید کی طرف سے نہایت متانت اور عجز و انکسار سے جواب دیا گیا۔ حاکم قندھار جو اس وقت موجود تھا سید کے بیان پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے حسن اخلاق فردنی اور سخنربانی سے گریویدہ ہو کر نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔

فراہ میں درو اور سفر آخرت: علمائے قندھار کے چنگل سے غلطی پا کر سید محمد نے شہر فراہ کی راہ لی اس وقت سید کے سر پر مزید حزن و الم کے بادل منڈالارہے تھے اور سید کی بے کسی قابلِ رحم تھی۔

شہر فراہ میں بھی اس پر حکومت کی طرف سے بہت سختی کی گئی اور مقامی علماء اس سے مسلسل مناظرہ اور بحث میں مشغول رہے سید کو اپنے دعوئے مہدیت کے بعد کہیں آرام سے بیٹھنے کو موقع نہیں ملا وہ جہاں جاتا وہاں کی حکومت اور علماء اس کے عقائد اور دعوے پر تنقید کرتے اور تنبیہ میں وہ شہر سے نکال دیا جاتا۔ وہ جسمانی اور روحانی صدمے اٹھاتے اٹھاتے سخت بد حال ہو گیا تھا چنانچہ فراہ آنے کے بعد وہ صرف چھ مہینہ زندہ رہا اور بروز جمعرات ۹۱۰ھ میں جب کہ اس کی عمر ۳۳ سال قیامت سے ہم آغوش ہو گیا۔

بادشاہ کی بیٹی نے طلاق لے لی: جیسے پہلے لکھا گیا کہ بادشاہ برہان نظام شاہ نے اپنی لڑکی سید محمد جو چوہدری کے پوتے میراں جی کے عقد میں دے دی تھی مگر بعد میں جب شاہ ظاہر نے احمد نگر آکر بادشاہ کے سامنے حضرت مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے متعلق احادیث نبوی پیش کر کے مہدویت کا سارا فلسفہ توڑ دیا اور اس مذہب کا باطل ہونا اپنے مدلل پیرایہ میں ثابت کیا تو بادشاہ کا مزاج اس فرقے کی طرف سے سخت برہم ہوا اور بادشاہ کو اس خیال سے کہ اس نے ایک مہدوی کو اپنی لڑکی دیدی سخت پشیمانی اور افسوس ہوا اور اپنی حکومت کے علماء کو سخت سرنش کی کہ جس خوبی سے شاہ ظاہر نے اس مذہب کا بطلان ثابت کیا تم لوگوں نے کیوں نہیں کیا بالآخر بادشاہ نے سید کے پوتے سے اپنی بیٹی کی طلاق حاصل کی اور حکم دیا کہ تمام مہدوی میرے ملک سے نکل جائیں۔

شیخ علی متقی مکہ سے گجرات آئے: گجرات میں جب سید محمد کے مذہب کو عروج پر رہا تھا۔ شیخ علی متقی صاحب ”کنز العمال“ جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے استاد کے استاد تھے مکہ شریف کے چاروں ائمہ کے مفتیوں کے چار فتوے جن میں ایک فتویٰ علامہ ابن حجر کا بھی تھا بادشاہ کو بھجوائے ان میں لکھا تھا کہ اگر مہدویہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ نہ کریں تو شاہ اسلام پر یہ جرم ارتداد ان کا قتل واجب ہے۔

شیخ علی متقی اور دوسرے بزرگوں کی سخت اور کاوشوں سے گجرات سے تو مہدویوں کا زور بہت کم ہو گیا مگر یہ فرقہ حیدرآباد دکن۔ ریاست ٹوٹک اور بے پور وغیرہ مقامات میں ہزاروں کی تعداد میں اب بھی پایا جاتا ہے۔

تیسرا باب

☆.....ظہور مہدی کی تین نشانیاں

☆.....ظہور مہدی کا انکار کرنے والے

☆.....ظہور مہدی کے منکرین کا فرہنگ

☆.....ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

ظہور مہدی کی تیس نشانیاں

ویسے تو حضرت امام مہدی کے ظہور کی بہت سی علامات ہیں جن کے ظہور پر یہ یقین ہو جائے گا کہ یہی مہدی موعود ہیں۔ جیسے سفیانی کا خروج اور اس کے لشکر کا زمین میں دھنسن جانا وغیرہ یہاں ان میں سے چند ایک ہی کو بیان کرتے ہیں گو بعض کی سند ضعیف ہے پھر بھی اکثر کے شواہد معتبر احادیث سے مل جاتے ہیں۔

علامت نمبر ۱: امام مہدی کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک اور جھنڈا ہوگا جس سے ان کی شناخت ہو سکے گی۔

علامت نمبر ۲: امام مہدی کی تصدیق کے لیے ان کے سر پر ایک بادل سایہ لگن ہوگا جس سے ایک منادی کی یہ آواز آ رہی ہوگی ”خذ المہدی خلیفۃ اللہ فاستجوہ“ اس بادل سے ایک ہاتھ لٹکے گا جو اس کی طرف اشارہ کرے گا کہ یہی مہدی موعود ہیں ان کی بیعت کرو۔

علامت نمبر ۳: حضرت علی سے سردی ہے کہ امام مہدی ایک پرندے کی طرف اشارہ کریں گے وہ آپ کے سامنے آ کر گر پڑے گا اور ایک درخت سے ایک شاخ توڑ کر زمین میں گاڑیں گے تو وہ اس وقت برگ و بار لائیے گی۔

علامت نمبر ۴: امام مہدی سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا اور جب وہ مکہ مدینہ کے درمیان پہنچے گا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۵) اسان سے ایک منادی امام مہدی کا نام لے کر لوگوں کو ان کے اتباع اور مدد کرنے پر ابھارے گا۔

۶) زمین اپنے جگر کے ٹکڑے یعنی مونے چاندی کے ستون باہر نکال دے گی۔

۷) لوگوں کے دل غنی ہو جائیں گے اور زمین کثرت سے اپنی برکتوں کو ظاہر کرے گی۔

۸) امام مہدی خانہ کعبہ میں مدفون خزانہ نکال کر اس کو فی سبیل اللہ تقسیم کریں گے۔

۹) امام مہدی تابوت سلیمان کو اٹلا کیے کسی غار یا بحر طریہ سے نکال کر بیت المقدس میں رکھ دیں گے جس کو دیکھ کر سوائے چند ایک کے باقی سارے یہودی مسلمان ہو جائیں گے۔

۱۰) موسیٰ علیہ السلام کی طرح امام مہدی کے لیے بھی دریا پھٹے گا یعنی ”انفلاق بحر“ ہوگا۔

۱۱) مغرب کی طرف سے ایک لشکر مہدی کے خلاف آئے گا جس کا سردار کندہ کا ایک لشکر شخص ہوگا۔

۱۲) امام مہدی کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ اعلان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر نہ کیا جائے گا۔

۱۳) امام مہدی کے ظہور سے قبل قتل و غارتگری اس قدر عام ہو جائے گی کہ ہر نو میں سے سات افراد قتل ہو جائیں گے۔

۱۴) افلاس و تنگدستی پھیل جائے گی کہ ایک آدمی انتہائی خیر صورت لوٹوئی کو اس کے وزن کے برابر غلہ میں دینے کے لیے تیار ہو جائے گا۔

۱۵) امام مہدی کی تصدیق اور امت مسلمہ کی شرافت اور اس کی حمد اللہ تعالیٰ کی سب سے اہم دلیل وہ نماز ہوگی۔ حضرت عیسیٰ امام مہدی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

۱۶) اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن پہنچے تب بھی اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیج

کر رہے گا جو نام اور اخلاق میں میرے مشابہ ہوگا اور اس کی کنیت عبداللہ ہوگی۔

(۱۷) دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

(۱۸) جس سال امام مہدی کا ظہور ہوگا اس سال کے رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن

اور چند روز تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

(۱۹) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں دوسرے چاند گرہن ہوگا۔

(۲۰) ایک روشن دم دار تار اُٹھنا ہوگا۔

(۲۱) مشرق کی طرف سے ایک انتہائی خوفناک آگ کا تین یا سات راتوں تک مسلسل

ظاہر ہونا بھی علامات ظہور مہدی میں شمار کیا گیا ہے۔

(۲۲) آسمان کا انتہائی سرخ ہو جانا اور اس سرخی کا افق پر پھیل جانا۔

(۲۳) آسمان پر انتہائی گھٹا ٹوپ آندھیرا اور تاریکی چھا جائے گی۔

(۲۴) آسمان سے ایک آواز ہر زبان والے کو اس کی اپنی زبان میں سنائی دے گی۔

(۲۵) شام کی حرستانی ہستی کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

(۲۶) نفس ذکیہ (حضرت علی کی اولاد والے نہیں یہ کوئی دوسرے شخص ہیں) کا قتل بھی

ایک علامت ہے۔

(۲۷) خراسان کی طرف سے سیا جھنڈوں کا آنا۔

(۲۸) مختلف دھاتوں کی کانیں ظاہر ہونگی لوگ ان میں کام کر رہے ہوں گے کہ زمین میں

دھنسا دے جائیں گے۔

(۲۹) وقت کا انتہائی تیزی سے گذرنا سال مہینے کے برابر مہینہ ہفتہ کے برابر اور ہفتہ دن

کے برابر دن ایک گھنٹہ اور گھنٹہ آگ کا شعلہ لگنے کے برابر ہوگا۔

(یہ علامات ہم نے کتاب ”اسلام میں امام مہدی کا تصور“ مولف مولانا حافظ عمر

ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ سے نقل کی ہیں)

ظہور مہدی کے منکرین

بعض حضرات اس بنا پر کہ امام بخاری اور مسلم نے امام مہدی کی شان میں وار شدہ

احادیث کو بیان نہیں کیا ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں۔

اس بارے میں ”کتاب البرہان فی علامات المہدی آخر الزمان“ شیخ علی متقی

صاحب ”کنز العمال“ کے مرتب شیخ جاسم لکھتے ہیں:

(۱) عقائد کی احادیث کا صرف بخاری اور مسلم میں ہی پایا جانا شرط نہیں ہے۔

(۲) کسی حدیث کا بخاری اور مسلم میں نہ ہونا امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک اس

حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں دونوں امامین سے یہ قول کہیں منقول نہیں کہ انھوں

نے اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث کو بیان کرنے کا التزام کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کہہ

سکیں کہ جو روایت ان دونوں نے ذکر نہیں کی وہ ان کے نزدیک ضعیف ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ: ”امام بخاری اور امام مسلم نے اس بات کے التزام

نہیں کیا کہ وہ ان تمام احادیث کی اپنی اپنی کتاب میں بیان کریں گے جس کی صحت کا فیصلہ

ہو گیا ہے بلکہ امام بخاری اور امام مسلم نے ایسی بہت سی احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے جن کو

انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا۔ جیسے امام ترمذی وغیرہ امام بخاری کے کسی حدیث کی

صحت نقل کرتے ہیں لیکن وہ روایت بخاری میں نہیں ہوتی بلکہ حدیث کی دوسری کتابوں میں ہوتی ہے۔

اس بارے میں یہ بات بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ شیخین سے پہلے ظہور مہدی پر سلف صالحین اور متقدمین کا اجماع ہو چکا ہے اگر متاخرین میں سے کوئی انکار بھی کر دے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ اصول ہے کہ متاخرین کا اختلاف متقدمین کے اتفاق کو ختم نہیں کر سکتا۔

علامہ ابن خلدون جو ظہور مہدی کے منکرین میں سے ہیں اس مسئلہ کا اجتماعی ہونا بہر حال تسلیم کرتے ہیں مقدمہ ابن خلدون میں لکھتے ہیں:

”جان لو کہ اس قدر زمانہ گزرنے کے باوجود تمام اہل اسلام کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ امام مہدی کا ظہور ضروری ہے۔“

بعض منکرین ظہور مہدی نے حدیث ”لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم“ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی تو صرف عیسیٰ علیہ السلام ہونگے یعنی انھوں نے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کو قرار دینا چاہا لیکن یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں مثلاً آسمان سے نزول وغیرہ ان میں اور امام مہدی کے اوصاف مثلاً مدینہ منورہ میں ولادت کا ہونا وغیرہ میں بہت تغایر ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں کیونکہ اس حدیث کو اس کے حقیقی معنوں میں لینا بہت مشکل ہے لہذا اس کو محازی معنی پر محمول کیا جائے گا۔

امام قرطبی اس حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”اور یہ بھی احتمال

ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ”لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم“ سے یہ مراد ہو کہ کامل اور معصوم مہدی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہونگے۔

اور یہ بات اس لیے درست ہے کہ امام مہدی اسی ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام نبی اور اسی خطا و نسیان سے معصوم نہیں ہو سکتا۔

علامہ سید بزرگنجی اس حدیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے جبکہ ان کو وزیر مان لیا جائے یا یہ مراد ہے کہ مہدی معصوم صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونگے۔ شیخ یوسف بن عبد اللہ الوائلی نے اپنی کتاب ”الشرط الساعتہ“ میں منکرین ظہور مہدی کے جو نام تحریر کیے ہیں وہ یہ ہیں۔

- | | | | |
|------|-----------------------------|------|--------------------|
| (۱) | علامہ رشید رضا مصری | (۲) | محمد فرید وجدی |
| (۳) | احمد امین | (۴) | علامہ ابن خلدون |
| (۵) | عبد الرحمن محمد عثمان | (۶) | محمد عبداللہ عثمان |
| (۷) | محمد فہیم ابو عبید | (۸) | عبد الکریم خطیب |
| (۹) | شیخ عبداللہ بن زید آل محمود | (۱۰) | سعد محمد حسن |
| (۱۱) | شیخ ابزاہیم بن سلیمان | (۱۲) | مولانا مودودی صاحب |

یہ تمام حضرات صاحب تعقیف ہیں ان کے علاوہ بھی اور لوگ ہیں جو ظہور مہدی کا انکار کریت ہیں ان میں یہ لوگ بھی ہیں۔

- | | | | |
|-----|----------------------|-----|------------------------|
| (۱) | علامہ اقبال | (۲) | مولانا عبید اللہ سندھی |
| (۳) | مولانا ابولکلام آزاد | (۴) | شیخ محمود مفتی مصر |

(۵) علامہ ترنہ عمادی

وہ لوگ ہیں جن کے خیالات و افکار ان کی کتابوں سے معلوم ہوئے ورنہ خدا جانے کتنے لوگ ایسے ہو گئے جو ظہور مہدی کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہیں چنانچہ کبھی محدثانہ انداز سے جرح و تنقید کے ذریعہ ظہور مہدی کا انکار کیا جاتا ہے اور کبھی اس سلسلہ کی احادیث کو ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ تراشا جاتا ہے کہ ظہور مہدی کے متعلق احادیث کو عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپیٹ سے کوئی سروکار نہیں اور کبھی یہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں امام مہدی اور ان کے ظہور کا کوئی تذکرہ نہیں۔

سلیم شاہ سوری بادشاہ دہلی کے زمانے کا ایک واقعہ

شیخ علائی نے اس بادشاہ کے دور میں مہدی مذہب جو سید محمد جون پوری سے منسوب تھا قبول کر لیا تھا کیونکہ بہت سے عقیدے ان کے اہل سنت و الجماعت کے خلاف تھے اس لیے عوام کو فساد ستیدہ سے بچانے کے لیے علماء حضرات نے شیخ علائی کے قتل کے نوے صادر کر دیے مگر بادشاہ ہر مرتبہ اس کی تقریریں کر اور حالت زہد دیکھ کر قتل سے گریز کرتا تھا جب علماء نے زیادہ زور دیا تو بادشاہ نے کہا کہ شیخ علائی کو علامتہ بڑھ کے پاس صوبہ بہار لے جائیں تاکہ ان کے مشورے پر عمل کیا جائے اس زمانے میں علامہ شیخ بڑھ کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ شیخ بڑھ صاحب تعنیف تھے قاضی شہاب الدین جو نیپوری کی ”کتاب الارشاد“ پر ایک اچھی شرح لکھی تھی شیر شاہ سوری ان کا ایسا معتقد تھا کہ ان کے پاؤں کی جوتیاں اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا۔

شیخ علائی جب بہار پہنچا تو اتفاق سے شیخ بڑھ کے یہاں کوئی خوشی کی تقریب تھی گھر سے گانے کی آواز آ رہی تھی اور ایسے رسوم ادا ہو رہے تھے جو شرعاً ممنوع ہیں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے اثر صحبت سے سیکھے ہیں شیخ علائی نے جوش غضب میں آکر شیخ بڑھ کو ملامت کرنا شروع کر دی شیخ اس وقت اتنے بوڑھے اور کہن سال تھے کہ بولنا تک مشکل تھا۔ علامہ کے بیٹھوں نے جواب دیا کہ ملک میں ایسے عادت و رسوم رائج ہیں کہ ان سے اگر روکا جائے تو ناقص اعقل عورتیں خیال کرتی ہیں کہ جان مال یا بدن میں ضرور کوئی آفت آئے گی اور اگر کوئی خرابی سوا اتفاق سے ایسی ہو جائے تو کہے لگتی ہیں کہ یہ سارا وبال فلاں رسم کے ادا نہ کرنے سے ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ایسے عقیدے سے کافر ہو جاتی ہیں اس لیے کافر ہونے سے ان کا فاسق ہونا تقیہ سے ہے۔

شیخ علائی نے جواب دیا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اس کو کہتے ہیں جب شروع ہی سے یہ اعتقاد ہے کہ گناہ نہ کرنے سے وبال آتا ہے اور سنت نبوی کی پیروی موجب ہلاکت ہے تو ایسا اعتقاد رکھنے والی عورتیں شروع ہی سے کافر ہیں تو پھر ان کے اسلام کا لحاظ کیا ضرور ہے بلکہ ان کی صحت نکاح میں بھی کلام ہے چہ جائیکہ ان کے اسلام کا غم کھایا جائے اور جب ایسے عالم اور فاضل دہرے گھر کا یہ حال ہو تو پھر عوام کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ شیخ بڑھ سچے عالم دین اور خدا کا خوف رکھنے والے تھے۔ استغفار کر کے اٹھک بار ہو گئے اور شیخ علائی کی تحسین کر کے اعزاز و اکرام سے پیش آئے۔

شیخ بڑھ نے بادشاہ کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مسلمہ مہدیت ایمان کا موقوف علیہ نہیں ہے اور تعین علامات مہدی علیہ السلام میں

بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اس بنا پر شیخ علائی پر کفر و فسق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ بہتر یہ ہے کہ شیخ علائی کے شبہات دور کیے جائیں۔ وہاں علماء کے کتب خانوں میں حدیث کی کتابیں بکثرت ہیں احادیث مہدی علیہ السلام نکال کر انکے ذہن نشین کی جائیں۔ یہاں کتابیں کم یاب ہیں ورنہ میں شیخ علائی پر اس کی غلطی اور کجروی واضح کر دیتا۔

شیخ بڈھ کے لڑکوں نے باپ کو سمجھایا کہ خدوم الملک صدر الصدور ہیں ان کے خلاف رائے دینا کسی طرح مناسب نہیں ایسی حالت میں اگر انھوں نے بادشاہ سے کہہ کر آپ کو اس مسئلے کی تحقیق کے لیے آگرہ طلب کیا اس پر انہرہ سال میں ناحق سفر کی زحمت اٹھاؤ گے یہ بات شیخ بڈھ کے دل پر اثر کر گئی۔

چنانچہ پہلا خط بچاؤ کر دو اور اسلئے مضمون کا لکھ بھیجا کہ خدوم الملک طبقہ علماء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور انتہادرجہ کے محقق ہیں اس لیے ان کا قول اور فتویٰ قابل اعتقاد ہے۔ ان دنوں بادشاہ سلیم پنجاب آیا ہوا تھا جب شیخ بڈھ کا سر یہ مہر خط اس کو ملا تو شیخ علائی کو اپنے پاس بلا کر آہستہ سے کہا تم جیکے سے میرے کان میں کہہ دو کہ میں اس عقیدے سے تائب ہوتا ہوں میں تمہیں معاف کر دوں گا جب شیخ علائی نے انکار کیا تو مجبور ہو کر بادشاہ نے خدوم الملک سے کہا کہ اب تم جانو۔ چنانچہ اسے کوڑے لگائے گئے اور تیسری ہی ضرب میں علائی کی روح پرواز کر گئی۔

احادیث مہدی کی صحت کا انکار کرنے والوں میں قاضی سلیمان منصور پوری بھی ہیں جو ماضی قریب کی ایک شخصیت ہیں۔ قاضی صاحب نے اپنی کتاب ”تاریخ المشاہیر ص ۱۸۸“ پر انہن تو مرت کے حالات لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ قارئین ان

حالات کو پڑھیں اور دیکھیں کہ مہدی کے نام سے دنیا میں بالخصوص دنیائے اسلام میں کیا کچھ ہو چکا ہے۔ مجھے اس مقام پر اس قدر لکھ دینا چاہیے کہ ظہور مہدی کے متعلق اگرچہ روایات بکثرت ہیں جن کا شمار درجنوں پر ہے مگر ایسی حدیث ایک بھی نہیں ہے جو محدثین کے مسلمہ اصول تنقید کے مطابق صحیح سند مرفوع کا درجہ رکھتی ہو۔ اعلم عند اللہ

ظہور مہدی کے منکرین کا فر نہیں

اس بارے میں پچھلے صفحات میں آپ نے شیخ بڈھن جو صوبہ بہار کے بہت بڑے عالم فاضل تھے کا مرسلا جو انھوں نے مہدویت کے بارے میں سلیم شاہ سوری کو بھیجا تھا پڑھا ہو گا جس میں انھوں نے لکھا ہے۔

”مسئلہ مہدویت ایمان کا موقوف علیہ نہیں ہے اور تعین علامات مہدی علیہ السلام میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر شیخ علائی پر کفر و فسق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا“

دارالعلوم کو رگنی کراچی کا فتویٰ

کتاب بنام ”اسلام میں مہدی علیہ السلام کا تصور“ میں دارالعلوم کراچی کا منکرین ظہور مہدی کے متعلق ایک فتویٰ صفحہ ۲۶۱ پر نقل کیا گیا ہے سوال تھا۔

ظہور مہدی کے منکر کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔ نیز جن علماء نے احادیث میں

ذکر علامات قیامت کے طور پر ظہور مہدی کا انکار کیا ہے ان کے انکار کے شرعی حیثیت کیا ہے۔

جواب:- جو لوگ امام مہدی کے ظہور کا انکار کرتے ہیں ان کا یہ انکار احادیث صحیحہ آثار صحابہ

و تابعین اور جمہور علماء امت کے عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول اور

مردود ہے تاہم ظہور مہدی ان عقائد میں سے نہیں ہے جن کے منکر کافر ہیں۔
اس فتوے سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں ان پر کفر کا اطلاق
نہیں ہوتا۔

ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

اس فتوے میں ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے
وہ یہ ہے:

امام مہدی کا ظہور احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے اس سلسلے میں جو احادیث
وآثار وارد ہوئے ہیں وہ کئی سو سے زیادہ ہیں چنانچہ محدثین کی ایک جماعت نے فرمایا ہے کہ
امام مہدی کے ظہور کے بارے میں جتنی احادیث منقول ہوئی ہیں وہ مجموعی لحاظ سے تواثر
معنوی کا قافانہ دیتی ہیں ان احادیث میں گویا بھی ہیں لیکن ان کی ایک بڑی تعداد صحیح
اور قابل حجت ہے۔ تیسری صدی سے لے کر چودھویں صدی کے جبہ اہل کرام اور اکابر
محدثین ظہور مہدی کی احادیث کو قابل حجت مانتے ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- | | | | |
|------|------------------|------|-------------|
| (۱) | امام ترمذی عقیلی | (۲) | ابن حبان |
| (۳) | بیہقی | (۴) | فردی |
| (۵) | ابن تیمیہ | (۶) | ابن قیم |
| (۷) | قرطبی | (۸) | ابن کثیر |
| (۹) | ابن عربی | (۱۰) | ابن حجر |
| (۱۱) | شوکانی | (۱۲) | صدیق خن خان |

وغیر ہم محدثین نے احادیث مہدی کو صحیح اور قابل حجت کہا ہے۔

امام ابوالحسن بجنانی۔ برزنجی۔ سفاریجی۔ شوکانی۔ صدیق حسن خان۔ ابو جعفر کتانی
اور زاہد کوثری وغیر ہم نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے نیز علامہ ابن حجر عسقلانی اور
جلال الدین سیوطی نے امام ابوالحسن سے ان کے متواتر ہونے کو نقل کر کے اس پر سکوت کیا
ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بات ان کے نزدیک بھی صحیح ہے۔

امام ابو نعیم۔ ابن کثیر۔ سیوطی۔ ملا علی قاری۔ مرغی بن یوسف اور قاضی شوکانی
وغیر ہم علماء نے اس موضوع پر کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اہل سنت والجماعت کا یہ معتقد عقیدہ ہے کہ مہدی آخر الزمان آخری
دور میں تشریف لائیں گے۔ کفار اور منافقین سے قتال کر کے روئے زمین پر خلافت
اسلامیہ قائم کریں گے۔ تاہم جیسا کہ آپ نے دارالعلوم کوثری کراچی کے فتوے میں ابھی پڑھا
کہ ظہور مہدی کا عقیدہ ان عقائد میں سے نہیں ہے جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جائے۔

ثامراحمہ خاں فحی

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ۲- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
- ۳- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵- حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶- حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۷- حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۸- حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۹- حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۰- حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱- حضرت خواجہ سری قسطلی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲- حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳- حضرت ابوبکر شکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴- حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵- حضرت علاؤ الدین طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶- حضرت ابوالحسن البکاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷- حضرت خواجہ ابی سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸- حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی زید رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹- حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰- حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۱- حضرت یحییٰ زامدہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲- حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳- حضرت عبدالقادر راسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴- حضرت احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵- حضرت مولانا مغربی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶- حضرت سید عبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷- حضرت سید الیاس مغربی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸- حضرت سید قیس العالم رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹- حضرت سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰- حضرت سید ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱- حضرت سید محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲- حضرت سید عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۳- حضرت نور محمد تھانی لوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۴- حضرت امداد اللہ مہاجرکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵- حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۶- حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۷- حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۸- خادم الفقراء شہرا احمد خان فقی عفا اللہ عنہ

الہی جرمیت جمع مشائخ و فی سلسلہ دالیتی بالصالحین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

شجرہ طریقت عالیہ چشتیہ صابریہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ۲- حضرت علی کرم اللہ وجہہ
- ۳- حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴- حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
- ۵- حضرت فیصل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
- ۶- حضرت خواجہ ابراہیم اوسم رحمۃ اللہ علیہ
- ۷- حضرت خواجہ حذیفہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸- حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ
- ۹- حضرت خواجہ مشاعر علوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰- حضرت ابوالاسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱- حضرت احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲- حضرت ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳- حضرت شاہ ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴- حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵- حضرت شریف زعمی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶- حضرت خواجہ عثمان ہرودی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷- حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸- حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹- حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰- حضرت علاؤ الدین صابری رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۱- حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲- حضرت جلال الدین کبیر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳- حضرت احمد عبدالحق زودلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴- حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵- حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶- حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷- حضرت جلال الدین تھانیسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸- حضرت نظام الدین گنجی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹- حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰- حضرت محبت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱- حضرت شاہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲- حضرت عقد الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۳- حضرت شاہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۴- حضرت شاہ عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵- حضرت عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۶- حضرت نور محمد بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۷- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۸- حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۹- حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۰- حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۴۱- حضرت خادم الفقراء شاعر احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

شجرہ طریقت نقشبندیہ معصومیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴- حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷- حضرت ابوالحسن ثرقانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸- حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹- حضرت یوسف چراغانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰- حضرت عبدالخالق عجدانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱- حضرت عارف ربوگری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲- حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳- حضرت ابوعلی راسینی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴- حضرت بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵- حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶- حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷- حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸- حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹- حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰- حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۱- حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲- حضرت محمد امکنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳- حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴- حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵- حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶- حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷- حضرت محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸- حضرت نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹- حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰- حضرت عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱- حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲- حضرت دوست محمد قدحاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۳- حضرت محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۴- حضرت سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵- حضرت محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۶- حضرت عبدالمکمل ممدنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۷- حضرت حکیم احمد بخش رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۸- خادم الفقراء شاعر احمد فتحی عفا اللہ عنہ

شجرہ طریقت نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ

- ۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶۔ حضرت یزید بطنای رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۔ حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹۔ حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ حضرت عبدالخالق عجدانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱۔ حضرت عارف ربوگری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲۔ حضرت محمود غفوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳۔ حضرت بوعلی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴۔ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵۔ حضرت سید امیر کمال رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤ دین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷۔ حضرت یعقوب چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸۔ حضرت عمید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹۔ حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰۔ حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۱۔ حضرت محمد الملکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۳۔ حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۴۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۵۔ حضرت سعدی بلخاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۶۔ حضرت محمد یحییٰ انگی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۷۔ حضرت عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۸۔ حضرت حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۹۔ حضرت بابا محمد صغاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۰۔ حضرت بابا فقیر محمد ہشتکری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱۔ حضرت شمس الدین سید پوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲۔ حضرت پیر عبدالحی دامت برکاتہم
- ۳۳۔ خادم الفقراء عثمان احمد خان فتنی عفا اللہ عنہ

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

شاعری

خاک ساری بیش و عشرت ہوگی حشمت دنیا سے نفرت ہوگی

رز میں زن سب سے دشت ہوگی دور سب تیری شکایت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

اب کہاں وہ رسم و راہ دوستاں خود دے سب عہد ماضی کے نکشاں

اب تو میں ہوں اور مری تنہائیاں گوشہ گیری میری عادت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

اب کسی شے میں نہیں لگتا ہے دل جی یہ کہتا ہے کسی سے بھی نہ مل

بس رہے تیرا تصور مستقل نقش دل پہ تیری صورت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

کیسا تو نے مجھ پہ جادو کر دیا سارے عالم کو دیا میں نے بھلا

یاد کچھ آتا نہیں تیرا سوا ماسوا سے ایسی غفلت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

ذکر تیرا تیری یادیں ہیں مدام تیرے قصے تیری باتیں تیرا نام

ہے یہی میرا وظیفہ صبح و شام کار دنیا سے بھی فرصت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

دین و دنیا جان و دل ہوش و حواس مال و جاہ و زر زین شاہی لباس

تجھ پہ صدقے کر دیا جو کچھ تھا پاس دیکھ اب کیا میری حالت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

سیر تفریح میلے ٹھیلے راگ رنگ رت چکے اور شادیاں وہ رنگ رنگ

وہ جمال گل و خان شوخ و شک بھر گیا جی سب سے دشت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

آفتاب زندگی گہنا گیا پھول سا چہرہ مرا مرجھا گیا

اب تو آجا دم لہوں پر آ گیا تجھ سے دوری اک قیامت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

ممر گزری کرتے کرتے انتظار جانب در دیکھتا ہوں بار بار

اب تو آجا میری جاں تجھ پہ تار تجھ کو دیکھے ایک مدت ہوگی

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگی

عجائبات روح

انسانی ارواح کے حیرت انگیز واقعات

مولف

نثار احمد خان فتنی

ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

خوش فہمیاں، پشتگوئیاں، آرزوئیں

مولف

نثار احمد خان فتنی

تصوف اور سلوک کے موضوع پر
ایک جامع، مستند اور دلچسپ کتاب

آئینہ سلوک

جو مشائخ اور مریدین دونوں کیلئے مشعلِ راہ کا
کام دیتی ہے اور جس کے متعلق مشاہیرِ علم
اسلام نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

تالیف: نثار احمد خان فتنی
ادارۃ القرآن کے زیرِ اہتمام شائع ہو چکی ہے۔

دشتِ سلوک

جس میں عقیدے کے رہزن، ایمان
کے ڈاکو، ثبوت کے کتے، غضب کے
درندے، طبع کے بھیڑیے، شیطاں کے
لفکے، خطرات کے جن وسوسوں کے بھوت
اور شکوک کے غول بیابانی قدم قدم پر
پلتے ہیں، یہ کتاب ان سب کے خلاف
ایک موثر ہتھیار کا کام دیتی ہے
تالیف: نثار احمد خان فتنی

تہمت و ہابیت اور علماء دیوبند

ایک غلط فہمی کا ازالہ

تالیف

نثار احمد خان فتنی

ناشر

کتبہ شیخ

بہادر آباد کراچی

”طشتِ جواہر“

حکمت و معرفت کے موتیوں سے
بھری ہوئی ایک قابلِ مطالعہ کتاب

تالیف

نثار احمد خان فتنی

ناشر

ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی

حسرت نایافت

کریم مجھ پر کرم کر بڑے عذاب میں ہوں
میں حیرے سائے بیٹھا ہوں اور حجاب میں ہوں

مجموعہ کلام ثار احمد خان فقی

تاثرات:

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ العالی
ڈاکٹر پروفسر الیاس علی خاں صاحب

”بنام قادیانی عوام“

بھولے بھالے بے خبر قادیانی عوام
کے نام اللہ کے سچے رسول کے سچے
دین میں دواہی کی دعاؤں کے ساتھ

تالیف:

ثار احمد خان فقی

پیش لفظ:

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

”پاکستان میں“

مغربی افکار و ثقافت کا نفوذ

اور اس کے اسباب“

تالیف:

ثار احمد خان فقی

تاثرات

جناب پروفسر ڈاکٹر نظام مصطفیٰ صاحب حیدر آباد سندھ

”کذاب بمقام سے کذاب قادیان تک“

بائیس جھوٹے نبی

تالیف:

ثار احمد خان فقی

پیش لفظ:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ



اشاکٹ

مکتبہ زکریا

دکان نمبر ۵ قرآن محل مارکیٹ، اردو بازار کراچی۔
موبائل: 0315-2213905, 0321-2277910

مکتبہ خلیلیہ

دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی
موبائل: 0302-5302479, 0321-2098691